سلسلة تفہیم الدین

1

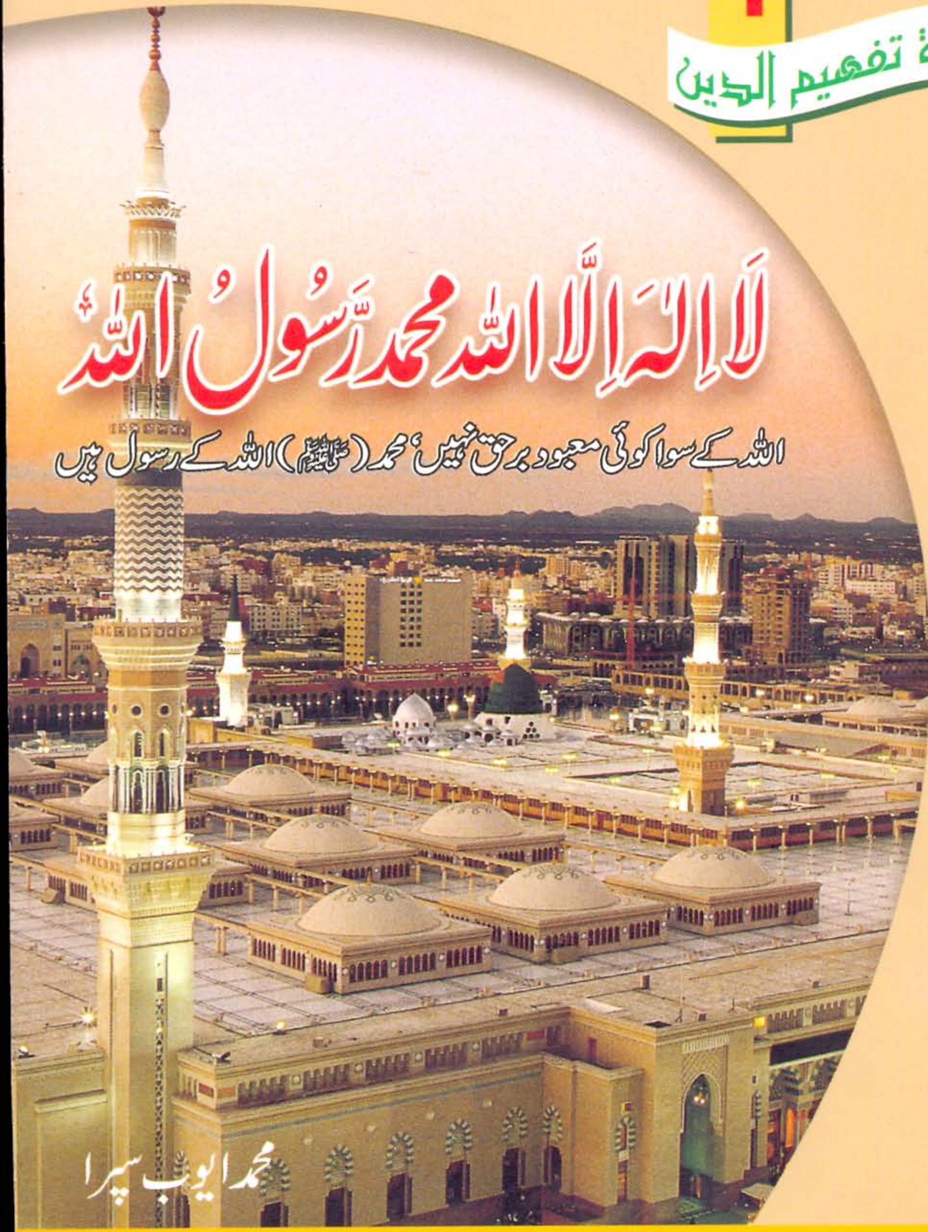

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں

محمد ایوب سپرا

مکتبة سبل السلام
Maktabah Subulus-Salam

اشاعت کے جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مؤلف: محمد ایوب سپرا ابن محمد یونس کیلانی

مراجعہ وتصحیح: محمد اقبال عبدالعزیز

کمپوزنگ: نجم المجید محمد ادریس

زیراہتمام: حافظ حسن ایوب

اشاعت: اوّل (اپریل 2005ء)

مقام اشاعت: الریاض سعودی عرب

© مكتبة دار السلام

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

كيلاني ، محمد ايوب

لا اله الا الله محمد رسول الله (اردو) / محمد ايوب كيلاني - الرياض ١٤٢٦

٨٠ ص ، ٢١ سم

ردمك: ٩٩٦٠-٧٣٢-٢٨-٢

١ - الشهادة (اركان الإسلام) ا. العنوان

ديوي ٢٤٠   ١٤٢٦/٢٠٥

رقم الإيداع: ١٤٢٦/٢٠٥

ردمك: ٩٩٦٠-٧٣٢-٢٨-٢

ڈسٹری بیوٹرز

مکتبہ دارالسلام

شارع امیر عبداللہ بن جلوی (سابقہ الضباب سٹریٹ)

ص-ب 22743 الریاض 11416 سعودی عرب

فون: 4033962 فیکس: 4021659

مکتبہ سبل السلام

شارع القاسمیہ الشارجہ

فون: 06 574 6063 فیکس: 574 4243

موبائل: 050 5271301

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں

تالیف

محمد ایوب سپرا

نظرثانی

محمد اقبال عبدالعزیز

مکتبہ سبل السلام

شارع القاسمیہ الشارجہ

فون: 06 574 6063 فیکس: 06 574 4243

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان' نہایت رحم کرنے والا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بُـنِيَ الإسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ 'وَإِقَامِ الصَّلوٰةِ' وَ إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ' وَحَجِّ الْبَيْتِ' وَصَوْمِ رَمَضَانَ))

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ 1. اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ 2. نماز قائم کرنا۔ 3. زکوٰۃ ادا کرنا۔ 4. بیت اللہ کا حج کرنا اور 5. رمضان کے روزے رکھنا۔'' (بخاری و مسلم)

فہرست عناوین

1. كلمة الناشر 07

2. كلمة المؤلف 09

باب: اوّل

1. لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معانی 15

☆ کلمہ توحید کا محل اعراب 16

☆ امام ابن القیم رحمہ اللہ کا قول 16

2. قرآن وحدیث سے کلمہ طیبہ کی گواہی 17

3. کلمہ طیبہ کا بلند ترین مقام 21

4. احادیث کی روشنی میں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کی فضیلت 24

☆ خلوص دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے والا جنت میں جائے گا 24

☆ خلوص دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار عرش الٰہی سے قربت کا ذریعہ ہے 24

☆ عقیدہ توحید پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا 25

☆ جس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا' جنت میں داخل ہوگا 25

☆ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ تمام گناہوں پر حاوی ہے 27

☆ کفار کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی دعوت دی جائے گی 27

☆ غیر مسلم کلمہ طیبہ کا اقرار کرلے تو اسے قتل کرنا منع ہے 28

☆ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے متعلق حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کے اقوال 29

5. توحید کی اقسام اور اس کے بنیادی تقاضے 31

1. توحید ربوبیت 31

2. توحید الوہیت 32

3. توحید اسماء وصفات 32

6. اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا بیان 34

☆ اللہ تعالیٰ قریب اور مجیب ہے 34

☆ ذات باری تعالیٰ ہر آن ہمارے ساتھ ہے 35

☆ نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے 36

☆ اللہ تعالیٰ اولاد دینے والا ہے 37

☆ حکومت' عزت' ذلت' رزق سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے 41

☆ موت کا وقت اور معین مقام اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے 42
☆ ہدایت اور گمراہی من جانب اللہ ہے 43
☆ ہر قسم کی مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے 44
7. مشرکین مکہ اور عرب کفار کا عقیدہ 45
8. الٰہ کسے کہتے ہیں؟ 48
☆ وہ بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے 48
☆ آسمانوں سے پانی کون نازل کرتا ہے؟ 49
☆ زمین و آسمان کو تھامنے والا کون ہے؟ 49
☆ بے قرار کی دعا کون سنتا ہے؟ 49
☆ ہواؤں کو خوشخبری کا ذریعہ بنا کر کون بھیجتا ہے؟ 50
☆ مخلوق کو پیدا کرنے اور رزق دینے والا کون ہے؟ 50
☆ غیب کا علم کون جانتا ہے؟ 50
9. لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ کی شرائط 52

باب دوم:

1. مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه ﷺ 59
2. رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ 61
☆ رسول اللہ ﷺ کون ہیں؟ 61
☆ رسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی 61
☆ رسول اللہ ﷺ کا بچپن 61
☆ جوانی اور شادی 62
☆ بعثت 62
☆ کامرانیاں اور رفیق الاعلیٰ کی طرف سفر 64
3. اطاعت رسول ﷺ کا حکم 65
4. اتباع رسول ﷺ کا حکم 67
5. رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام 69
☆ صلوٰۃ وسلام کا حکم 71
6. وفات النبی ﷺ 72
7. معاشرے پر کلمہ طیبہ کے اثرات 73
8. خلاصہ کلام 79
9. آخری بات 80

کلمة الناشر

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الأَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِينَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَ إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ))

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ 1. اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ 2. نماز قائم کرنا۔ 3. زکوٰۃ ادا کرنا۔ 4. بیت اللہ کا حج کرنا اور 5. رمضان کے روزے رکھنا۔'' (بخاری و مسلم)

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس کی توفیق سے ہم نے دین اسلام کے ان پانچ بنیادی ارکان پر مشتمل پانچ مختصر مگر جامع کتب مرتب کرنے اور انہیں **''سلسلة تفهيم الدين''** کے عنوان سے شائع کرنے کا پروگرام بنایا۔ یہ کتب جہاں ہماری روزمرہ زندگی سے متعلق دینی معلومات میں اضافہ کریں گی، وہاں بعض ایسے امور کی جانب توجہ بھی مبذول کرائیں گی جنہیں ہم اکثر و بیشتر بھولے رہتے ہیں۔ عصر حاضر میں عام قارئین نے بعض ایسی معاشی اور معاشرتی مصروفیات میں اضافہ کرلیا ہے جن میں ضخیم اور محقق کتب پڑھنے کا موقع کم ہی ملتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے استفادہ کے لئے یہ سلسلۂ کتب ترتیب دیا گیا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ان کتب کو ایک خوبصورت پیکٹ کی شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کریں تا کہ دین اسلام کے ان بنیادی ارکان پر مشتمل کتب کا ایک مجموعہ ہر گھر کی زینت بن سکے۔

یہ کتب جہاں بڑی عمر کے لوگوں کے لئے ترتیب دی گئی ہیں وہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کے پہلو کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے تا کہ وہ ان احکام و مسائل سے آ گاہ ہوں جن سے ساری زندگی ان کا واسطہ رہے گا۔ یہ کتب ان نومسلموں کے لئے بھی مفید ہیں جو اسلامی عقائد اور عبادات کے

بارے میں بنیادی معلومات حاصل کرنے کی جستجو میں رہتے ہیں۔

اسلام میں داخل ہونے کے لئے سب سے پہلے کلمہ شہادت پڑھا جاتا ہے۔ یہ کلمہ پڑھنے والے کو کفر کی تمام ترنجاستوں سے پاک کر دیتا ہے۔اس لئے اسے کلمہ طیبہ کہا جاتا ہے' چونکہ اس میں اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کا اقرار بھی ہے' اس لئے اسے کلمہ توحید بھی کہتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کو شعوری طور پر سمجھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اکثر لوگوں نے کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھائی اور ایسی غلط راہ پر چل نکلے جو انہیں کفر کے راستے پر گامزن کر گئی۔کلمہ میں دوسری شہادت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا ہے۔جن کے اسوۂ حسنہ اور سنت کو چھوڑ کر ایمان کی سلامتی ممکن ہی نہیں۔ کتاب میں انہی دو باتوں پر بحث کی گئی ہے۔

ہماری خواہش ہے کہ جو لوگ ان کتب سے استفادہ کریں وہ انہیں بچوں سمیت تمام اہل خانہ کو پڑھنے کے لئے بھی دیں اور اپنے احباب کو بھی اِن کتب کا مطالعہ کرنے کی دعوت دیں۔ہمیں اُمید ہے کہ ان کتب کے مطالعہ سے آپ اُن بہت سے مسائل سے آگاہ ہو جائیں گے جن کے لئے اہل علم سے رابطہ کیا جاتا ہے۔

اپنی بات مکمل کرتے ہوئے ہم اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ ان کتب کے مؤلف' ناشر اور ان تمام معاونین کو احسن جزاء عطا فرمائے جنہوں نے ان کی تیاری میں کسی بھی طریقے سے حصہ لیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کتب کو قبول عام عطا فرمائے اور قارئین ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی رحمت' فضل اور بخشش کے طلب گار ہیں۔وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَي نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ.

ناشر

كلمة المؤلف

((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الأنبياءِ وَ الْمُرْسَلِينَ، نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهِ وَ صَحْبِه حَمَلَةِ لِوَاءِ الدِّينِ، وَ عَلٰى مَنْ تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ مِنَ الأَئِمَّةِ وَ الهُدَاة وَالدُّعَاة وَالأتقِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ، وَ عَلَى مَنْ سَلَكَ سَبِيلَهُمْ إِلٰى يَومِ الدِّين .)) اَمَّابَعْد!

کلمہ طیبہ دینِ اسلام میں داخل ہونے کی کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو شخص اس کلمہ کو اخلاص نیت سے پڑھتا ہے' اس کا صدق دل سے اقرار کرتا ہے اور اپنی زندگی اس کے تقاضوں کے مطابق بسر کرتا ہے' اس کے لئے جنت کی خوشخبری رسول اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے سنائی ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک ہر رسول اور نبی نے سب سے پہلے لوگوں کو جس چیز کی دعوت دی وہ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ کی دعوت ہے۔ انہوں نے اسی کلمۂ حق کو اپنا دستور العمل بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ ﴾

[الأنبياء: ٢٥]

''(اے پیغمبر) آپ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء:25)

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ﴾

[النحل: ٣٦]

''ہم تو ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیج چکے ہیں (یہ حکم دے کر) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔'' (النحل:36)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ بھی اسی کلمہ کی دعوت پیش کریں:

﴿ قُلْ إِنَّمَآ أَنَاْ مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا ٱللَّهُ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ۝ رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفَّٰرُ ﴾ [ص: ٦٥، ٦٦]

''(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے! میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ جو یکتا اور سب پر غالب ہے۔ آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور ان ساری چیزوں کا مالک جو ان کے درمیان ہیں' وہ زبردست بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔''
(ص:65'66)

قرآن کریم نے لوگوں کو صرف ایک اللہ کی عبادت اور بندگی کی دعوت دی ہے:

﴿ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ ﴾ [البقرة: ١٦٣]

''(لوگو!) اور تمہارا معبود برحق تو بس ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بڑا مہربان' نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (البقرۃ:163)

مندرجہ بالا تمام آیات کریمہ سے واضح ہو رہا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک آسمانی دعوت ایک ہی رہی ہے لیکن انسان نے اپنی جہالت اور سرکشی کی بدولت اکثر و بیشتر اس دعوت سے اعراض کیا اور توحید کے معاملے میں ٹھوکر کھائی۔ کہنے کو تو لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ ایک نہایت آسان سا کلمہ ہے لیکن اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اسے ہی نصیب ہوتا ہے' جو اس کے لئے عزم صمیم کے ساتھ جدوجہد کرے اور اللہ تعالیٰ اسے توفیق بھی عطا فرمائے۔

اس کلمے کا دوسرا حصہ ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ'' ہے۔ جس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے یوں دی:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ﴾ [آل عمران: ١٤٤]

''محمد (ﷺ) صرف رسول ہی ہیں' ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں۔''
(آل عمران:144)

اسی کلمہ طیبہ کو قیامت تک نافذ کرنے کے لئے اپنے رسول کی بعثت پر سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کا اعلان بھی فرمادیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ﴾ [الأحزاب: ٤٠]

''(لوگو!) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے (سلسلہ نبوت کو) ختم کرنے والے ہیں۔'' (الاحزاب:40)

کلمہ طیبہ میں جس طرح لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح اس کے دوسرے حصے یعنی ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ'' پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ پہلے حصے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میں کسی غیر اللہ کو شریک تسلیم کیا جائے یا اس کی عبادت کی جائے تو یہ شرک باللہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے حصے میں محمد ﷺ کے سوا کسی دوسرے نبی کی نبوت یا رسول کی رسالت کو تسلیم کیا جائے یا آپ ﷺ کے حکم پر کسی امام، محدث یا فقیہ کے حکم کو ترجیح دی جائے یا اس کی اطاعت کی جائے تو گویا یہ نبوت اور رسالت میں شریک ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴾ [آل عمران: ١٣٢]

''اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (آل عمران:132)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنے دوسرے فرمان سے یوں محکم فرمایا:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا ﴾ [النساء: ٦٥]

''سو تمہارے پروردگار کی قسم! جب تک لوگ اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ مان لیں اور جو فیصلہ آپ کر دیں اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، (اس کو خوشی سے مان لیں) تب تک مومن نہیں ہو سکتے۔'' (النساء:65)

یعنی ایمان کی لازمی شرط یہ ہے کہ محمد ﷺ کے فرامین کو خوش دلی سے تسلیم کیا جائے۔

ایسے واضح فرامین کی موجودگی میں بھی اگر کوئی شخص یا قوم اللہ اور اس کے رسول سے بڑھ کر، اُن سے بے اعتنائی کرتے ہوئے عزت اور نجات کی خواہاں ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ خام خیالی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے حق کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی اس حیثیت کو برقرار بھی رکھے۔ دنیا کی حقیر چیزوں کے سامنے جھکنے، دردر پر سجدے کرنے اور ٹھوکریں کھانے کی بجائے ایک اللہ رب العزت کے سامنے جھکے، جس سے اس کی عزت نفس میں شاندار اضافہ ہوتا ہے اور ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا تقاضا بھی پورا ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

کلمہ طیبہ کی کچھ شرائط اور احکام ہیں، کچھ انفرادی اور اجتماعی مقاصد اور تقاضے ہیں۔ جنہیں سمجھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کلمہ کا محض یہ تقاضا نہیں کہ اس کا صبح وشام ورد کیا جائے، حصول برکت کے لئے اسے باربار دہرایا جائے۔ نہ اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، نہ اس کے منہج کے مطابق زندگی گزاری جائے، جیسا کہ بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ وہ صبح وشام اس کلمہ کا ورد تو بڑی جانفشانی سے کرتے ہیں لیکن عملی زندگی غیر شرعی انداز میں گزارتے ہیں۔

کلمہ طیبہ اپنے اندر ایک مکمل ضابطہ حیات رکھتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی اسی ضابطہ کاملہ کے مطابق گزارے اور کلمہ توحید کے تقاضوں کو پورا کرنے کی دعوت دوسروں تک بھی پہنچائے ورنہ ؎

زبان سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ یعنی تمام طاغوتوں سے انکار اور ایک اللّٰہ کے اثبات کا تذکرہ ہے۔ نیز لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے

تقاضوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے حصے کا تعلق "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ" کی شہادت سے ہے۔ جس کا تقاضا تمام دنیاوی رہبروں کی رہبری سے انکار اور محمد ﷺ کی رہبری کو تسلیم کرنا ہے۔ اس حصے کے بھی کچھ تقاضے ہیں، جن کی سیرت کے حوالے سے وضاحت کی گئی ہے۔

حاصلِ کتاب:

عبادت کس کی کرنی ہے؟ اور کیسے کرنی ہے؟ یہ دو سوال ایسے ہیں جن کا جواب ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہئے۔ اگر آپ کو ان دو سوالوں کا جواب معلوم نہیں تو اولین فرصت میں اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ تسلی بخش جواب مل جائے گا اور یہی کتاب کا حاصل ہے۔

کلمہ طیبہ کی تشریح و توضیح اس طرح کی گئی ہے کہ اسے پڑھنے اور عمل کرنے سے ان شاء اللہ مجھے اور اُمت مسلمہ کو فائدہ پہنچے گا۔ محققانہ طریق استدلال سے دامن بچاتے ہوئے سیدھے سادے انداز میں کلمہ طیبہ کی اہمیت و افادیت بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں، اس کا فیصلہ قارئین کریں گے جن کی آراء کے منتظر رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے اس متواضع عمل میں برکت عطا فرمائے، اسے شرف قبولیت سے نوازے اور اہل ایمان کو کلمہ طیبہ کے تقاضے سمجھنے اور انہیں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی رہنمائی میں مجھے یہ کام کرنے کا حوصلہ ہوا۔ میں اپنے بیٹے حافظ حسن ایوب اور عبداللطیف کاشمیری فارغ التحصیل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں میری معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ (آمین)

محمد ایوب سپرا
ریاض، سعودی عرب
رمضان المبارک 1425ھ

ہر شے کی اصل حقیقت وہی ہوسکتی ہے جو اس کے نام کے اندر موجود ہو۔ دین الٰہی کی حقیقت لفظ اسلام کے معنی میں پوشیدہ ہے۔ لفظ اسلام کے معنی اطاعت انقیاد اور گردن نہا کر کسی چیز کے حوالہ کردینے کے ہیں، پس اسلام کی حقیقت بھی یہی ہے کہ:

''انسان اپنے پاس جو کچھ رکھتا ہے، اُسے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے۔ انسان کی تمام قوتیں، تمام خواہشیں، تمام جذبات اور تمام محبوبات غرضیکہ سر کے بالوں کی جڑ سے لے کر پاؤں کے انگوٹھے تک جو کچھ اس کے اندر ہے اور جو کچھ اپنے وجود سے باہر اپنے پاس رکھتا ہے، سب کچھ ایک لینے والے کے سپرد کر دے۔ وہ اپنے تمام قوائے جسمانی و دماغی کے ساتھ اللہ کے سامنے جھک جائے اور ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہو کر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر، اس طرح گردن رکھ دے کہ پھر کبھی نہ اُٹھے۔ نفس کی حکومت سے باغی ہو جائے، اور احکام الٰہیہ کا مطیع و منقاد۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں کبیر المتعال ہوں۔''

پھر کون سی ہستی ہے جو اس کی کبریائی و جباریت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صدائے عجز نہیں رکھتی؟ زمین پر ہم چلتے ہیں اور آسمان کو دیکھتے ہیں۔ کیا یہ دونوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں ہیں؟

افادات مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ۔ الہلال 4 دسمبر 1912ء

باب اوّل

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے معانی

کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ ''لَا إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰـهُ'' توحید کے دو اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ پہلا نفی اور دوسرا اثبات میں ہے۔ نفی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق سے الوہیت کی صفات کی نفی کی جائے اور اثبات سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے الوہیت کو ثابت کیا جائے کہ وہی معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ دیگر تمام الٰہ جنہیں لوگوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے' سب کے سب باطل ہیں' یہی توحید الوہیت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ هُوَ ٱلْبَٰطِلُ ﴾

[الحج: ٦٢]

''یہ (دعائیں سننا اور حالات سے باخبر رہنا) اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ لوگ جنہیں پکارتے ہیں' وہ سب باطل ہیں۔'' (الحج:62)

لَا إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰـــهُ کا مفہوم یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے۔ اس کے فرشتوں' کتابوں' رسولوں' یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھا جائے۔ علاوہ ازیں ان چیزوں پر ایمان لایا جائے جو ان سے متعلق ہیں جیسے بعث ونشور' میزان' حوض کوثر' پل صراط اور جنت جہنم وغیرہ۔

مشرکین مکہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے معنی جانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا اس کلمہ کو پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ لات' منات اور عزیٰ کی عبادت کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اسے ہر معاملے میں حاکم مطلق تسلیم کیا جائے۔ وہ جانتے تھے کہ اس کلمہ کو پڑھنے سے ان کی قائم کردہ حکومتیں اور سرداریاں ختم ہو جائیں گی' چنانچہ انہوں نے اس کلمہ کو پڑھنے سے انکار کر دیا۔

کلمہ طیبہ کو پڑھنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والا یعنی شرک کی نفی اور توحید کا اقرار اور اس پر اعتقاد رکھنے والا ہی صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔ جس شخص نے اس کلمہ کو دل کے اعتقاد

کے بغیر، ظاہری طور پر پڑھا، وہ منافق ہے اور جو کوئی زبان سے تو اس کلمہ کو پڑھے لیکن اس کے منافی مشرکانہ اعمال کا ارتکاب کرے، وہ مشرک ہے۔ اگر چہ وہ اس کلمہ کو بار بار دہرائے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں۔

کلمہ توحید کا محل اعراب:

یہ بات مسلمہ ہے کہ کسی لفظ کے معنی کو سمجھنا جملوں کے اعراب کی معرفت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس لئے علماء کرام نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے اعراب کے بیان کا اہتمام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرف ''لَا'' جنس کی نفی کے لئے ہے اور لفظ ''إِلٰــــهَ'' حرف ''لَا'' کا اسم ہے جس کے آخری حرف پر زبر ہے، اس کے بعد ایک لفظ محذوف ہے اور وہ لفظ ''حق'' ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں نیز لفظ ''إِلَّا اللّٰهُ'' خبر ہے اور لفظ ''اللّٰهُ'' کے آخر میں پیش ہے اور لفظ ''إِلٰـــهَ'' سے مراد وہ ذات ہے جس کی عبادت کے لئے قصد کیا جاتا ہے۔ وہ ایسی ذات ہے جس کی طرف دل رغبت کرتے ہیں اور اس کا قصد کرتے ہیں تا کہ کوئی فائدہ میسر آ سکے یا نقصان سے بچا جا سکے۔ نیز وہ لوگ غلطی پر ہیں جو ''لَا'' کی خبر ''حق'' کے برعکس ''موجود'' یا ''معبود'' محذوف مانتے ہیں کیونکہ کثرت کے ساتھ بت اور قبریں وغیرہ موجود ہیں، جن کی عبادت کی جاتی ہے لیکن صحیح اور سچا معبود تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کے سوا دیگر تمام معبود باطل ہیں، جن کی عبادت کرنا شرک ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی دلالت اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے اثبات پر لفظ ''اَللّٰهُ إِلٰهٌ'' کی دلالت سے زیادہ ہے کیونکہ ''اَللّٰهُ إِلٰهٌ'' کا جملہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا دوسرے معبودوں کی نفی نہیں کرتا جب کہ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ اس بات کا متقاضی ہے کہ صفت الوہیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو نیز اللہ تعالیٰ کے علاوہ (دیگر معبودوں) کی نفی ہو۔

☆☆☆☆

قرآن وحدیث سے کلمہ طیبہ کی گواہی

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ایک ایسا عقد ہے جو انسان اپنے رب سے کرتا ہے' ایک ایسے رب سے جو سینے کے بھید جانتا ہے۔ جس کی گواہی قرآن کریم نے یوں دی:

﴿ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُو۟لُوا۟ ٱلْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِٱلْقِسْطِ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾ [آل عمران: ١٨]

''اللہ تعالیٰ انصاف کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں نیز فرشتے اور اہل علم بھی یہی گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔'' (آل عمران: 18)

اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ میں شرک سے برأت کا اظہار اور فرشتوں اور اہل علم کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ اپنی حکمت کے ساتھ تمام طاغوتوں پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو مبعوث کرنے اور کتابوں کو نازل کرنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ ﴾
[الأنبياء: ٢٥]

''ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہم ان میں سے ہر ایک کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ہی معبود برحق ہوں پس صرف میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء: 25)

اس ذات باری تعالیٰ نے خود اپنی الوہیت کی خبر دی' فرمایا:

﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ﴾ [آل عمران: ٢]

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے اور کائنات کو سنبھالنے والا ہے۔''
(آل عمران:2)

اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَقُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ وَلِىٌّ مِّنَ ٱلذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًۢا ﴾ [الإسراء: ١١١]

''اور کہہ دیجئے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو، اور تم اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتے رہو۔'' (الاسراء:111)

اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل سورت میں اپنا تعارف یوں کرایا:

﴿ قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ﴾ [الإخلاص: ١-٤]

''کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ (الاخلاص: 1-4)

اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی صفات کا ایک ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے خود شہادت دی:

﴿ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ۖ هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ ۝ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْمَلِكُ ٱلْقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلْمُؤْمِنُ ٱلْمُهَيْمِنُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾ [الحشر: ٢٢-٢٤]

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا

ہے۔ وہی ہے بڑا مہربان' نہایت رحم والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ' نہایت پاک' سلامتی دینے والا' امان بخشنے والا' حفاظت فرمانے والا' عزت والا' عظمت والا' بڑائی والا' پاک ہے اللہ اس چیز سے جو شریک لاتے ہیں۔ وہی ہے اللہ پیدا کرنے والا' درست کرنے والا' صورتیں بنانے والا' اسی کے لئے خوب صورت نام ہیں۔ پاکیزگی بیان کرتی ہے اس کے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔'' (الحشر :22۔24)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلمہ طیبہ کے دوسرے حصے کی گواہی یوں دی:

﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ ﴾ [الفتح : ٢٩]

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔'' (الفتح:29)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اس پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانے والوں کی گواہی یوں دی:

﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ وَءَامَنُوا۟ بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۙ ﴾

[محمد : ٢]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اتاری گئی ہے اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا دین بھی وہی ہے۔'' (محمد:2)

اور پھر شریعت محمدی کو قیامت تک نافذ کرنے کے لئے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کا اعلان بھی فرمادیا:

﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَـٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ ﴾

[الأحزاب : ٤٠]

''(لوگو!) تمہارے مردوں میں سے محمد (ﷺ) کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ کے

رسول ہیں اور تمام نبیوں (کے سلسلہ نبوت) کو ختم کرنے والے ہیں۔" (الاحزاب:40)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَطَاعَنِی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِی فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ، وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیرِی فَقَدْ اَطَاعَنِی، وَمَنْ عَصَی اَمِیْرِی فَقَدْ عَصَانِي.))

"جس نے میری اطاعت کی، درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، دراصل وہ اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوا، جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، گویا اس نے میری نافرمانی کی۔" (مسلم:4749)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن مجید کی کسی سورت کی طرح تشہد بھی سکھایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے:

((التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِینَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

"(میری ساری) قولی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ کے لئے خاص ہیں۔ اے نبی آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، سلامتی اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے (دوسرے) نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

☆☆☆☆☆

کلمہ طیبہ کا بلند ترین مقام

کلمہ طیبہ اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل ہے۔ اسے پڑھنے والا کفر کی تمام ترنجاستوں سے پاک کر دیا جاتا ہے' اسی لئے اسے کلمہ طیبہ کہا جاتا ہے۔ یہ تقویٰ کا کلمہ ہے' یہی وہ مضبوط آہنی کڑا ہے' جسے ابراہیم علیہ السلام نے مضبوطی سے تھاما تھا' جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے یوں دی:

﴿ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾ [الزخرف: ٢٨]

''اور (ابراہیم علیہ السلام) اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات قائم کر گئے تا کہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں۔'' (الزخرف:28)

یعنی اس کلمہ توحید ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) کی وصیت اپنی اولاد کو بھی کر گئے۔ یہ کلمۂ اخلاص ہے۔ یہ حق کی گواہی اور حق کی دعوت ہے نیز اس میں شرک سے برأت کا اظہار ہے۔ یہی کلمہ تخلیق کائنات کا سبب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ [الذاريات: ٥٦]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔'' (الذاریات:56)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے اس ارادہ شرعیہ تکلیفیہ کا اظہار ہے جو اس کو محبوب و مطلوب ہے کہ تمام جن و انس صرف اسی کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو ان کے مقصد حیات کی یاد دہانی کرائی' جسے فراموش کرنے کی صورت میں آخرت میں سخت باز پرس ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بلند ترین مقصد کے لئے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا تھا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾

[الأنبياء: ٢٥]

'' (اے پیغمبر!) ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے' ان میں سے ہر ایک کی

طرف ہم یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ہی معبود برحق ہوں' پس صرف میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء:25)

شرف انسانی کی معراج یہ ہے کہ وہ ایک اللہ کو پکارتا ہے' جو بلندترین ہے۔ وہ اس کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ انسان اسی کے لئے اپنی تمام تر انکساری' عاجزی اور پستی کا اظہار کرتا ہے۔ جس کی تعلیم اسے اللہ رب العزت نے خود دی:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ [الأنعام: ١٦٢]

''(اے پیغمبر) کہہ دیجئے! بے شک میری نماز اور میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا صرف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔'' (الانعام:162)

توحید کو ماننے کا بلندترین مقام یہ ہے کہ انسان بندگی کی تمام صورتیں اور اپنا جینا مرنا سب اللہ رب العزت کے لئے خاص کر دے۔ یہی دعوت تمام انبیاء نے دی اور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے بھی یہی کلمات کہلوائے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَن قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه وَ كَفَرَ بِمَا يَعْبُدُ مِن دُونِ اللّٰهِ حَرَّمَ مَالُهُ وَ دَمُهُ وَ حِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ))

''جو شخص (زبان کے ساتھ) کلمہ توحید یعنی لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام باطل معبودوں کا انکار کرتا ہے تو اس کا مال اور اس کا خون (دوسروں پر) حرام ہے اور اس کا محاسبہ (صرف) اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا۔'' (مسلم)

انسان پر جو چیز سب سے پہلے فرض ہوتی ہے' وہ یہی کلمہ طیبہ ہے۔ ہر مشرک و کافر کو سب سے پہلے اسی کلمہ طیبہ کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس لئے اس کلمہ کو دین میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی کلمہ طیبہ کی بنیاد پر تمام اعمال کارآمد ہوتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ' اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا' تو اس کا یہ کہنا اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔'' (مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر))

''جو شخص یہ کلمات دن بھر میں سو مرتبہ پڑھے' اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے' اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں' اس کے سو گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' اس روز دن بھر کے لئے شیطان سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور قیامت کے دن اس سے زیادہ عمدہ عمل کسی کے پاس نہ ہوگا' ہاں اگر کسی کے پاس یہی کلمات زیادہ تعداد میں ہوں۔'' (متفق علیہ)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بندوں میں سے کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کا اس سے بڑا احسان اور کوئی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کلمہ توحید کی معرفت عطا کی۔ کلمہ توحید کا مقام اہل جنت کے لئے اس طرح ہے جیسے دنیا کے لوگوں کے لئے ٹھنڈا پانی۔ جو شخص (صدق دل سے) اس کا اقرار کرے' اس کا مال اور اس کا خون محفوظ ہو جائے گا اور جو شخص اس کا انکار کرے گا تو اس کا مال اور اس کا خون غیر محفوظ ہوگا۔''

☆☆☆☆☆

احادیث کی روشنی میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی فضیلت

کلمہ طیبہ' اسلام کے بنیادی عقائد میں سرفہرست ہے۔ ہر جن و بشر سب سے پہلے یہی کلمہ پڑھتا ہے' جس سے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی فضیلت یہ ہے کہ موحد آدمی کیسا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو' کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضرور جنت میں جائے گا۔ جبکہ مشرک خواہ دنیا میں کتنے ہی رفاہی کام سرانجام دیتا رہے' دنیا میں تو اس کا فائدہ اٹھا سکتا ہے' آخرت میں اس کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔ یہاں ہم احادیث کی روشنی میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی فضیلت کے چند پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں۔

خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا جنت میں جائے گا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰه صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

''جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ سچے دل سے گواہی دیتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار عرش الٰہی سے قربت کا ذریعہ ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلَـهَ إِلَّا الـلّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ))

''جب بندہ سچے دل سے لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے

بچتا رہے۔'' (ترمذی)

عقیدہ توحید پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

''جو شخص اس حال میں مرے کہ اسے لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ کا یقینی علم حاصل ہوتو وہ جنت میں جائے گا۔'' (مسلم)

جس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا' جنت میں داخل ہوگا:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ آپ نے فرمایا:

((يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ، وَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! أَفَلاَ أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: لاَ تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا))

''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟'' میں نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت (بندگی) کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں' اور بندوں کا اللہ کے ذمہ یہ حق ہے کہ جو بندہ شرک کا مرتکب نہ ہو وہ اسے عذاب نہ دے۔'' (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا' یا رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) (اجازت ہوتو) لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں (اور عمل کرنا چھوڑ دیں)۔'' (صحیح بخاری)

اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ازخود یہ ذمہ داری قبول کی کہ وہ کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے کو عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ یہ نہ تو اس کی مجبوری ہے اور نہ اس پر کسی نے ذمہ داری ڈالی ہے اور نہ ہی انسانی فعل کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری قبول فرمائی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی انسان کے ساتھ شفقت و محبت کی انتہا ہے۔

کلمہ طیبہ نہایت مختصر، اس کے الفاظ کم اور زبان سے ادا کرنے نہایت آسان ہیں، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے عرض کیا: ''اے میرے پروردگار! مجھے ایسے دعائیہ کلمات سے آگاہ فرما جن سے میں تیرا ذکر کروں اور تجھ سے دعا مانگوں۔'' اللہ رب العزت نے فرمایا: ''اے موسیٰ کہو: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ۔'' موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یہ کلمہ تو سبھی پڑھتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا ''اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ جو کچھ ان میں موجود ہے اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ کو دوسرے پلڑے میں تو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ والا پلڑا جھک جائے گا۔'' (مستدرک حاکم، ابن حبان)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مرفوعاً ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ عرفہ (کے دن) کی دعا تمام دعائیہ کلمات سے بہتر ہے اور سب سے بہتر دعائیہ کلمات وہ ہیں، جن کے ساتھ میں دعا کرتا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام یہ دعا کرتے تھے:

((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيْكَ لَـهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلَى كُلِ شيءٍ قَدِير))

''صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اسی کے لئے ہر قسم کی حمد و ثناء ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (ترمذی)

لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ تمام گناہوں پر حاوی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میری اُمت میں سے ایک شخص کو قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور اس کے سامنے اس کے (برے) اعمال کے ننانوے دفاتر پھیلا دیئے جائیں گے۔ ہر دفتر کی وسعت تا حد نظر ہوگی۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو ان اعمال میں سے کسی عمل کے ارتکاب سے انکار کرتا ہے؟ وہ جواب دے گا' اے میرے پروردگار! نہیں۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اپنے ان اعمال پر تجھے کچھ عذر ہے؟ یا تیری کوئی نیکی ہے؟ وہ ڈرتے ہوئے جواب دے گا' بالکل نہیں۔ چنانچہ اسے آگاہ کیا جائے گا کہ کیوں نہیں! بلاشبہ ہمارے پاس تیرے اعمال صالحہ ہیں اور تجھ پر ہرگز ظلم نہیں ہوگا۔ چنانچہ ان اعمال صالحہ میں سے کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا جس پر تحریر ہوگا: ((اَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمْدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُه.)) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' وہ شخص کہے گا۔''اے میرے پروردگار! ان دفاتر کے مقابلہ میں اس پرزہ کی کیا حیثیت ہے؟'' اسے کہا جائے گا کہ ''تجھ پر ہرگز ظلم نہیں ہوگا۔'' چنانچہ ان تمام دفاتر کو ایک پلڑے میں اور کاغذ کے پرزے کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ دفاتر کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا اور کاغذ کا پرزہ وزنی ثابت ہوگا۔'' (جامع ترمذی)

کفار کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی دعوت دی جائے گی:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو معلم و قاضی بنا کر یمن بھیجا تو فرمایا:

((اُدْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّى رَسُولُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ

وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِکَ فَاعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ.))

''لوگوں کو (پہلے) اس بات کی دعوت دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالیٰ اور پھر یہ کہ میں (یعنی محمد) اللہ کا رسول ہوں' اگر وہ یہ مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں اُن پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اسے بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کی جائے گی اوران کے فقراء کو دی جائے گی۔'' (صحیح بخاری)

غیر مسلم کلمہ طیبہ کا اقرار کر لے تو اسے قتل کرنا منع ہے:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حرقات (ایک گاؤں کا نام) میں ایک لشکر کے ساتھ بھیجا۔ ہم نے جہینہ قبیلے سے صبح کے وقت جنگ کی۔ ایک آدمی سے میرا سامنا ہوا' تو اُس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھا لیکن میں نے اسے برچھی سے مار ڈالا۔ (بعد میں) میرے دل میں تشویش پیدا ہوئی (کہ میں نے غلط کام کیا یا صحیح) تو میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا اُس کے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد تو نے اسے قتل کر ڈالا؟'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ تجھے پتہ چل گیا اس نے خلوص دل سے کلمہ پڑھا تھا یا نہیں؟'' پھر آپ ﷺ بار بار یہی بات ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش! میں آج کے روز مسلمان ہوا ہوتا۔'' (مسلم)

کلمہ طیبہ ایسا مضبوط کڑا ہے جسے تھام لینے والے کو کوئی ڈر نہیں۔ اس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے قائم ہو جاتا ہے۔ یہ ایسی صراط مستقیم ہے جو دنیا وآخرت میں کامیابی کی راہ پر گامزن کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے' وہ انہیں اندھیروں سے روشنی

کی طرف لے آتا ہے۔

یہی وہ کلمہ ہے جس کے سبب مخلوق دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ اس کلمہ کے ماننے والے مؤمن اور اس کا انکار کرنے والے کافر کہلاتے ہیں۔ قیامت کے روز کلمہ طیبہ اور اس کے حقوق کے بارے میں سوال ہوگا اور انسانوں کا محاسبہ کیا جائے گا۔ جزا وسزا کے فیصلوں کا دارومدار بھی اسی کلمہ پر ہوگا۔ یہی وہ مرکزی نکتہ ہے جس پر کعبے کی عمارت قائم ہے اور اسی پر ملتِ اسلامیہ کی بنیاد استوار ہے۔ اسی کلمہ کو بلند رکھنے کے لئے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے تلواروں کو میانوں سے نکالا جاتا ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سے متعلق حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کے اقوال:

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ اپنے معروف رسالے ''كلمة الإخلاص'' میں کلمہ طیبہ یا کلمہ توحید کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ کلمہ توحید جنت کے حصول کے لئے قیمت کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆ جس شخص کی زبان پر اس کی زندگی کے آخری لمحات میں کلمہ توحید ہوگا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆ کلمہ توحید دوزخ سے نجات دلانے والا ہے۔

☆ کلمہ توحید تمام نیکیوں میں سے عظیم نیکی ہے۔

☆ کلمہ توحید گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔ مؤمن کے دل میں ایمان کے درخت کو ہرا بھرا رکھتا ہے اور گناہوں کے دفاتر پر بھاری ہوتا ہے۔

☆ کلمہ توحید تمام پردے ختم کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں رسائی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کا ذکر کرنے والے انسان کی تصدیق فرماتا ہے۔

☆ انبیاء علیہم السلام نے جن باتوں کو افضل قرار دیا ہے' ان تمام سے یہ کلمہ افضل و بلند ہے۔

☆ کلمہ توحید تمام اذکار سے افضل ہے۔

☆ کلمہ توحید کو تمام اعمال پر فضیلت حاصل ہے۔اس کا ورد کرنے والا شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ کلمہ توحید قبر کی وحشت اور میدان حشر کی ہولناکیوں سے بچانے والا ہے۔

☆ ایمان والے جب قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے تو کلمہ توحید ان کا شعار ہوگا یعنی وہ کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اُٹھیں گے۔

☆ کلمہ توحید پڑھنے والوں نے اگر اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہوگی اور اس وجہ سے انہیں دوزخ میں داخل کر دیا گیا ہوگا تو آخر کار انہیں اس کلمہ کی وجہ سے دوزخ سے نکال کر ضرور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

☆ کلمہ توحید کے فضائل میں سے ایک خاص فضیلت یہ ہے کہ جو شخص اس کا حق ادا کرتا ہے قیامت کے دن اس کے اعزاز میں جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ جنت کے جس دروازے سے بھی وہ داخل ہونا چاہے گا' اس کا استقبال کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

توحید کی اقسام اور اس کے بنیادی تقاضے

توحید کے لغوی معانی کسی چیز کو ایک بنانا ہے اور اس کا شرعی مفہوم اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات و صفات اور معبود برحق ہونے میں یکتا سمجھنا ہے۔ توحید کی ضد 'الْإِشْرَاکُ بِاللّٰہِ' یعنی اللہ کی ذات وصفات اور عبادات میں کسی دوسرے کو بھی حصہ دار سمجھنا ہے۔ 'الْإِشْرَاکُ بِاللّٰہِ' کو مختصر الفاظ میں 'شرک' بھی کہا جاتا ہے۔ توحید کے اثبات سے شرک کا رد از خود ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دل و جان سے تسلیم کرنا' اُن کی اتباع اور تعظیم کرنا توحید کے بنیادی تقاضے ہیں۔ توحید اور اس کی اقسام کو سمجھے بغیر دین کے ان بنیادی تقاضوں کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان اقسام اور تقاضوں کا علم حاصل کیا جائے' جو درج ذیل ہیں:

1. توحید ربوبیت:

توحید ربوبیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں ایک مانا جائے۔ اس کے افعال میں کسی کو شریک نہ تسلیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے افعال دو چیزوں میں کارفرما ہوتے ہیں۔ ایک تخلیق میں اور دوسرے تدبیر میں۔ یہ ایمان رکھنا کہ جس قدر کائنات ہے' اس کی تخلیق اور اس کا نظام چلانے والا اور اس کی تدبیر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو رب کائنات ہے' یعنی وہ پیدا کرنے والا' پرورش کرنے والا اور نظام کائنات کو چلانے والا ہے۔ وہ رزق کی تنگی وکشائش' موت وزندگی' عزت وذلت اور صحت وبیماری دینے والا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ ﴾

[یونس: ۳۱]

''آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے' کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار

میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ 'اللہ'۔'' (یونس: 31)

توحید ربوبیت میں تخلیق اور تدبیر کو ایک ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق کائنات تو تسلیم کرتے ہیں لیکن تدبیر اور اس نظامِ کار کو چلانے کا معاملہ وہ غیر اللہ میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

2. توحید الوہیت:

توحید الوہیت یہ ہے کہ بندے کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی صفت عبودیت وعظمت اور تقدس وکمال میں یکتا شمار کیا جائے۔ عبادت' اطاعت اور عجز و نیاز کے جتنے کام ہیں' سب اللہ وحدہ لاشریک کے لئے خاص کئے جائیں۔ عبادت قلبی بھی ہوتی ہے اور جسمانی بھی۔ قلبی عبادات میں اُمید' خوف' محبت' توکل اور انابت وغیرہ شامل ہیں جب کہ جسمانی عبادت میں سجدہ ورکوع' نذر ونیاز' ذبیحہ وقربانی اور دعا واستغاثہ وغیرہ شامل ہیں۔ غرض انسان کے تمام امورِ عبادت صرف اللہ عزوجل کے لئے مختص ہوں۔

3. توحید اسماء وصفات:

توحید اسماء وصفات سے مراد اللہ تعالیٰ کے ان تمام بابرکت ناموں اور صفات کو ایک اللہ کے لئے خاص ماننا ہے جو قرآن مجید یا سنت مطہرہ سے ثابت ہیں۔ جیسے رحمٰن' رزاق اور اس کی صفات چہرہ' آنکھ' ہاتھ' پنڈلی' آنا جانا' عرش پر مستوی ہونا نیز وہ اسماء وصفات جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمایا' اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں ہیں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جنہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا آسمانِ دنیا پر اترنا اور ہنسنا وغیرہ۔ ان اسماء وصفات کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں بغیر کسی تکییف وتحریف وتعطیل کے اور بلاتشبیہ وتمثیل تسلیم کیا جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے: ''اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے۔'' وہ کیسے نازل ہوتا ہے؟ وہ اس طریقے سے نازل ہوتا ہے جو اس کے شایان شان ہے۔

یہ بات تسلیم کی جائے کہ اس کی کوئی مثل ہے نہ مثال اور نہ اس کی ذات و صفات میں کسی دوسرے کو شریک کیا جا سکتا ہے۔ وہ جو چاہے' کرتا ہے۔ اُس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ سب سے پوچھ سکتا ہے' اُس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ وہ ہر کام میں حائل ہو سکتا ہے' اُس کے کام میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔ اُس کی اِس جیسی بے شمار صفات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴾ [الشوریٰ: ١١]

''کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔'' (الشوریٰ: 11)

قرآن پاک کے آغاز میں سورۂ فاتحہ میں توحید کی تینوں اقسام کا تذکرہ یوں ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾

''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان' نہایت رحم کرنے والا۔ بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔'' (الفاتحہ: 2-4)

اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ثناء کے بعد اپنی ربوبیت کا ذکر فرمایا' پھر رحمٰن و رحیم ہونے کے ذکر کے ساتھ ساتھ دنیا میں جن کے ساتھ ظلم و زیادتی ہوئی ان کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا: میں ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ہوں۔ اس دن میں ہر ایک کے ساتھ پورا پورا انصاف کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی معاش اور معیشت کا بندوبست کیا اور ہر قسم کے نفع و نقصان کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور ان صفات میں وہ بالکل یکتا ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی رحمت سے بارش ہوتی اور پانی بہتا ہے جس پر تمام مخلوقات کی حیات کا دارومدار ہے اور اس کی رحمت کی اس جیسی بے شمار مثالیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہر صفاتی نام میں اس کی مکمل قدرت پنہاں ہے' جس طرح کا صفاتی نام ہو اسی طرح کی توحید میں وہ مکمل صفت کے ساتھ جلوہ گر بھی ہے' یعنی تمام صفاتی اسماء اپنے اندر ایک جامع نظام رکھتے ہیں۔ لہٰذا توحید اسماء و صفات کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں اسی طرح تسلیم کیا جائے جس طرح قرآن اور احادیث میں وارد ہیں۔

☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا بیان

اللہ تبارک و تعالیٰ کی لاتعداد صفات ہیں ۔ ان میں سے بعض کا ذکر قرآن کریم میں استفہامیہ انداز میں آیا ہے کہ انسان ان پر غور وفکر کرے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ اُسے کس کے سامنے دست سوال دراز کرنا چاہیے ۔مثلاً :

☆ اللہ تعالیٰ قریب اور مجیب ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾

[البقرة: ١٨٦]

''اور اے نبی ! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو ان کو بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب بھی مجھے پکارتا ہے' میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔'' (البقرۃ:186)

یعنی اگر چہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے اور نہ اپنے حواس خمسہ سے مجھے محسوس کر سکتے ہو لیکن یہ خیال مت کرو کہ میں تم سے دور ہوں ۔ میں عرش پر مستوی ہوتے ہوئے بھی اپنے ہر بندے سے اتنا قریب ہوں کہ وہ جب چاہے مجھ سے عرض معروض کر سکتا ہے ۔حتیٰ کہ دل ہی دل میں وہ جو کچھ مجھ سے گزارش کرتا ہے میں اسے بھی سن لیتا ہوں اور صرف سنتا ہی نہیں' فیصلہ بھی صادر کرتا ہوں ۔جن بے حقیقت اور بے اختیار ہستیوں کو تم نے اپنی نادانی سے میری الوہیت اور ربوبیت میں شریک بنا رکھا ہے' ان کے پاس تمہیں دوڑ دوڑ کر جانا پڑتا ہے' بے شمار' بے اختیار باطل معبودوں کے دروازں پر مارے مارے پھرتے ہو۔ وہ نہ تو تمہاری شنوائی کر سکتے ہیں اور نہ ان میں یہ طاقت ہے کہ تمہاری درخواستوں پر کوئی فیصلہ صادر کر سکیں ۔لہٰذا تم اپنی اس نادانی کو چھوڑ دو کہ صرف اور صرف میں ہی اس کائنات کا فرماں روائے مطلق' تمام اختیارات اور تمام طاقتوں کا مالک ہوں ۔ میں تم سے اتنا قریب ہوں کہ تم خود بغیر کسی واسطے' وسیلے اور سفارش کے براہ

راست ہر وقت اور ہر جگہ اپنی حاجات پیش کر سکتے ہو۔ میں تمہیں جو دعوت دے رہا ہوں' اس پر لبیک کہہ کر میرا دامن تھام لو' میری طرف رجوع کرو' مجھ پر بھروسہ کرو' اور میری بندگی میں آ جاؤ۔

☆ ذات باری تعالیٰ ہر آن ہمارے ساتھ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ [الحديد: ٤]

''وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ جو کام بھی تم کرتے ہو' اسے دیکھ رہا ہے۔'' (الحدید: 4)

سورۂ مجادلہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ﴾ [المجادلة: ٧]

''کیا تم کو خبر نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے؟ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے ساتھ چوتھا اللہ تعالیٰ نہ ہو' یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے ساتھ چھٹا اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ' جہاں کہیں بھی وہ ہوں اللہ (اپنے علم اور قدرت سے) ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے روز وہ ان کو بتا دے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔'' (المجادلہ: 7)

سورۂ قٓ میں فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴾ [ق: ١٦]

''اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم

جانتے ہیں۔ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''(ق:16)

سورۂ مؤمن میں فرمایا:

﴿یعلم خائنة الاعین و ماتخفی الصدور﴾

''اللہ تعالیٰ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔''(المؤمن:19)

ان آیات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ اور ﴿اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ کم وبیش چودہ مرتبہ اپنے اپنے مضمون کی مناسبت سے مختلف مقامات پر اپنے علیم وخبیر ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

یاد رہے کہ اللہ آسمان پر ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لونڈی سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔اس واقعہ سے ان لوگوں کے عقیدے کی تردید ہوتی ہے جو اللہ کی ذات کو ہر جگہ موجود سمجھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بذاتہ آسمانوں پر ہے لیکن اس کا علم ہر جگہ موجود ہے۔

☆ نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الأنعام:١٧]

''اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے یا بیمار کردے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان یا بیماری سے بچا سکے اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''(الانعام:17)

مزید فرمایا:

﴿ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِۦ ۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴾ [یونس: ۱۰۷]

''اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے' اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔'' (یونس: 107)

☆ اللہ تعالیٰ اولاد دینے والا ہے:

﴿ لِّلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ ○ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَٰثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴾ [الشوری: ۴۹، ۵۰]

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جو کچھ چاہتا ہے' پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے' جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے۔'' (شوریٰ: 49'50)

''یہ اللہ تعالیٰ کی مطلق بادشاہی کا کھلا ثبوت ہے۔ کوئی انسان' خواہ وہ بڑے سے بڑے دنیاوی اقتدار کا مالک بنا پھرتا ہو' یا روحانی اقتدار کا مالک سمجھا جاتا ہو' کبھی اس پر قادر نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ دوسروں کو اولاد دلوا سکے۔ دوسروں کو تو دور کی بات ہے خود اپنے ہاں اپنی خواہش کے مطابق اولاد پیدا کر سکے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے بانجھ کر دیا' وہ کسی علاج معالجے اور تعویذ گنڈے سے اولاد والا نہ بن سکا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے لڑکیاں ہی لڑکیاں دیں وہ ایک بیٹا بھی کسی تدبیر سے حاصل نہ کر سکا اور جسے اللہ تعالیٰ نے لڑکے ہی لڑکے دیئے وہ ایک بیٹی بھی کسی طرح نہ پا سکا۔ اس معاملہ میں ہر ایک قطعی بے بس رہا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں مختار کل ہونے کا زعم رکھے یا کسی دوسری ہستی کو اختیارات میں دخیل سمجھے تو یہ اس کی کم عقلی

ہے جس کا خمیازہ وہ خود بھگتے گا۔ کسی کے اپنی جگہ کچھ سمجھ بیٹھنے سے حقیقت میں ذرہ برابر بھی تغیر واقع نہیں ہوتا۔'' (تفہیم القرآن)

مزید فرمایا:

﴿ هُوَ ٱلَّذِى يُصَوِّرُكُمْ فِى ٱلْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾

[آل عمران: ٦]

''وہی تو ہے جو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے' اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے۔'' (آل عمران: 6)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلْكَرِيمِ ۝ ٱلَّذِى خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِىٓ أَىِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴾ [الانفطار: ٦-٨]

''اے انسان' کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا' تجھے نک سک سے درست کیا' تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا۔'' (الانفطار: 6 تا 8)

مولانا مودودی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''اوّل تو اس محسن پروردگار کے احسان وکرم کا تقاضا یہ تھا کہ انسان شکر گزار اور احسان مند ہو کر اس کا فرماں بردار بنتا اور اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسے شرم آتی' مگر وہ اس دھوکے میں پڑ گیا کہ وہ جو کچھ بھی بنا ہے خود ہی بن گیا ہے اور یہ خیال اسے کبھی نہ آیا کہ اس وجود کے بخشنے والے کا احسان مانے۔ دوسرا' انسان کے رب کا یہ کرم ہے کہ دنیا میں جو کچھ وہ چاہتا ہے' کر گزرتا ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ جونہی اس سے کوئی خطا سرزد ہو' وہ اس پر فالج گرا دے' یا اس کی آنکھیں اندھی کر دے' یا بجلی گرا دے لیکن انسان نے اس کریمی کو کمزوری سمجھ لیا اور اس دھوکے میں پڑ گیا کہ اس کے اللہ کی صفات میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔''

غور کیا جائے تو اس دھوکے میں مبتلا ہونے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ انسان کا وجود خود بتا رہا ہے کہ وہ خود بخود نہیں بن گیا۔ اس کے ماں باپ نے بھی اسے نہیں بنایا' عناصر کے آپ سے آپ جڑ جانے سے بھی اتفاقاً تو انسان بن کر پیدا نہیں ہو گیا بلکہ ایک اللہ تعالیٰ نے اسے اس مکمل انسانی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ اس کے سامنے ہر قسم کے جانور موجود ہیں جن کے مقابلے میں انسان کی بہترین ساخت اور افضل و اشرف قوتیں صاف نمایاں ہیں۔ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو دیکھ کر انسان کا سر بارِ احسان سے جھک جاتا اور اس رب کریم کے مقابلے میں کبھی نافرمانی کی جرأت نہ کرتا۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا رب صرف رحیم و کریم ہی نہیں ہے' جبار و قہار بھی ہے۔ جب اس کی طرف سے کوئی زلزلہ یا طوفان یا سیلاب آ جاتا ہے تو انسان کی ساری تدبیریں اللہ کے فیصلے کے مقابلے میں ناکام ہو جاتی ہیں۔

انسان کو یہ تو معلوم ہے کہ اس کا رب حکیم و دانا ہے۔ اس کی حکمت و دانائی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جسے عقل دی جائے' اسے اعمال کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا جائے۔ جسے اختیارات دیئے جائیں اس سے حساب بھی لیا جائے کہ اس نے اپنے اختیارات کو کیسے استعمال کیا۔ جسے اپنی ذمہ داری پر نیکی اور بدی کرنے کی طاقت دی جائے' اسے نیکی پر جزا اور بدی پر سزا بھی دی جائے۔ یہ سب حقیقتیں انسان کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اپنے رب کریم کی طرف سے جس دھوکے میں انسان پڑ گیا ہے اس کی کوئی معقول وجہ موجود ہے۔ انسان خود جب کسی کا افسر ہوتا ہے تو اپنے ایسے ماتحت کو کمینہ سمجھتا ہے جو اس کی شرافت اور نرم دلی کو کمزوری سمجھ کر اس کے سر چڑھ جاتا ہے۔ اس لئے انسان کی اپنی فطرت یہ گواہی دینے کے لئے کافی ہے کہ مالک کا کرم ہرگز اس کا موجب نہیں ہونا چاہئے کہ بندہ اس کے مقابلے میں اتنا جری ہو جائے اور اس غلط فہمی میں پڑ جائے کہ میں جو کچھ چاہوں کر گزروں' میرا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔'' (تفہیم القرآن)

قرآن کریم سے ہی ایک دوسری مثال ملاحظہ فرمائیں:

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا

تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِۦ ۖ فَلَمَّآ أَثْقَلَت دَّعَوَا ٱللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ ءَاتَيْتَنَا صَٰلِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ۝ فَلَمَّآ ءَاتَىٰهُمَا صَٰلِحًا جَعَلَا لَهُۥ شُرَكَآءَ فِيمَآ ءَاتَىٰهُمَا ۚ فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [الأعراف: ۱۸۹، ۱۹۰]

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا' جسے وہ لئے لئے چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں نے مل کر اللہ' اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکرگزار ہوں گے۔ مگر جب اللہ نے ان کو ایک صحیح سالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی اس بخشش وعنایت میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے' اللہ بہت بلند و برتر ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔'' (الاعراف:189'190)

مندرجہ بالا آیات میں مشرکین کی جاہلانہ گمراہیوں پر تنقید کی گئی ہے۔ جس کا مدعا یہ ہے کہ نوع انسانی کو ابتداءً وجود بخشنے والا اللہ تعالیٰ ہے' جس سے خود مشرکین کو بھی انکار نہیں۔ پھر ہر انسان کو انفرادی طور پر وجود عطا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے' اور اس بات کو بھی مشرکین جانتے ہیں۔ عورت کے رحم میں نطفے کو ٹھہرانا' پھر اس خفیف سے نطفے کو حمل میں پرورش کر کے ایک زندہ بچے کی صورت دینا' پھر اس بچے کے اندر طرح طرح کی قوتیں اور قابلیت ودیعت کرنا' اور اس کو صحیح سالم انسان بنا کر پیدا کرنا' یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ عورت کے پیٹ میں بندر یا سانپ یا کوئی اور عجیب الخلقت حیوان پیدا کر دے یا بچے کو پیٹ ہی میں اندھا بہرا لنگڑا لولا بنا دے یا اس کی جسمانی و ذہنی اور نفسانی قوتوں میں کوئی نقص رکھ دے تو کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس ساخت کو بدل ڈالے۔ اعضاء کی ساخت میں تبدیلی تو بڑی بات ہے' انسان کو تو اتنا بھی اختیار نہیں کہ کم از کم جسم کی کالی رنگت کو ہی گوری رنگت میں تبدیل کر دے۔ اس حقیقت سے مشرکین بھی اسی طرح آگاہ ہیں جس طرح موحدین۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ زمانہ حمل میں ساری اُمیدیں اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتی ہیں

کہ وہی صحیح وسالم بچہ پیدا کرے گا لیکن اس پر بھی جہالت ونادانی کی طغیانی کا یہ حال ہے کہ جب اُمید بر آتی ہے اور چاند سا بچہ نصیب ہو جاتا ہے تو شکریے کے لئے نذریں اور نیازیں کسی دیوی، کسی اوتار، کسی ولی اور کسی حضرت کے نام پر چڑھائی جاتی ہیں اور بچے کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں کہ گویا وہ اللہ کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے، مثلاً حسین بخش، پیر بخش، پیراں دتہ، عبدالرسول، عبدالعزی وغیرہ۔

اس مقام پر ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے وہ عرب کے مشرکین تھے اور ان کا قصور یہ تھا کہ وہ صحیح وسالم اولاد پیدا ہونے کے لئے تو اللہ ہی سے دعا مانگتے تھے، مگر جب بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو اللہ کے اس عطیہ میں دوسروں کو شکریے کا حصہ دار ٹھہرا لیتے تھے۔ بلاشبہ یہ حالت بھی نہایت بری تھی لیکن اب جو شرک اسلام کے دعویداروں میں پایا جاتا ہے، وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ تو اولاد بھی غیروں ہی سے مانگتے ہیں، حمل کے زمانے میں منتیں بھی غیروں ہی کے نام کی مانتے ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی انہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔ اس پر بھی زمانہ جاہلیت کے عرب مشرک تھے اور یہ توحید والے ہیں۔ اُن کے لئے جہنم واجب تھی اور اِن کے لئے نجات کی گارنٹی ہے۔ اُن کی گمراہیوں پر تنقید کی زبانیں تیز ہیں مگر اِن کی گمراہیوں پر کوئی تنقید کر بیٹھے تو مذہبی درباروں میں بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

☆ حکومت، عزت، ذلت، رزق سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے:

﴿ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [آل عمران: ٢٦، ٢٧]

"کہو! اے اللہ! اے مالک الملک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین

لئے جسے چاہے عزت بخشے اور جسے چاہے' ذلیل کرے' بھلائی تیرے اختیار میں ہے' بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں' جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور بے جان میں سے جاندار کو۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔" (آل عمران:26'27)

☆ **موت کا وقت اور معین مقام اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے:**

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَيۡنَمَا تَكُونُواْ يُدۡرِككُّمُ ٱلۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنتُمۡ فِي بُرُوجٖ مُّشَيَّدَةٖۗ ﴾ [النساء:٧٨]

"تم جہاں کہیں بھی ہو' موت تمہیں آئے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔" (النساء:78)

نیز فرمایا:

﴿ قُل لَّوۡ كُنتُمۡ فِي بُيُوتِكُمۡ لَبَرَزَ ٱلَّذِينَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ ٱلۡقَتۡلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمۡۖ ﴾

[آل عمران:١٥٤]

"کہہ دو' اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہو تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی ہے وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آئیں گے۔" (آل عمران:154)

مزید فرمایا:

﴿ فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمۡ لَا يَسۡتَأۡخِرُونَ سَاعَةٗ وَلَا يَسۡتَقۡدِمُونَ ﴾ [الأعراف:٣٤]

"پس جب ان کا وقت آتا ہے' (تو) ایک ساعت بھی پیچھے نہیں رہتے اور نہ آگے نکلتے ہیں۔" (الاعراف:34)

سورۂ منافقون میں ہے:

﴿ وَلَن يُؤَخِّرَ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَاۚ وَٱللَّهُ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ ﴾ [المنافقون:١١]

"اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہیں دیتا' جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ کو تمہارے

لے' جسے چاہے عزت بخشے اور جسے چاہے' ذلیل کرے' بھلائی تیرے اختیار میں ہے' بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں' جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور بے جان میں سے جاندار کو۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔'' (آل عمران:26'27)

☆ موت کا وقت اور معین مقام اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾ [النساء: ٧٨]

''تم جہاں کہیں بھی ہو' موت تمہیں آئے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔'' (النساء:78)

نیز فرمایا:

﴿ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ﴾

[آل عمران: ١٥٤]

''کہہ دو' اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی ہے وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آئیں گے۔'' (آل عمران:154)

مزید فرمایا:

﴿ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴾ [الأعراف: ٣٤]

''پس جب ان کا وقت آتا ہے' (تو) ایک ساعت بھی پیچھے نہیں رہتے اور نہ آگے نکلتے ہیں۔'' (الاعراف:34)

سورۂ منافقون میں ہے:

﴿ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾ [المنافقون: ١١]

''اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہیں دیتا' جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے

سب کاموں کی خبر ہے۔'' (منافقون:11)

ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جب انسان بیمار ہوتا ہے تو صحت کے لئے اپنے مادی اور روحانی وسائل کی پوری طاقت صرف کر دیتا ہے۔ اگر کسی مقامی ڈاکٹر کے علاج سے آرام نہیں آتا تو دوسرے شہروں میں ڈاکٹروں کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ حتیٰ کہ دوسرے ممالک میں ڈاکٹروں اور ہسپتالوں کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مقام موت پر جا پہنچتا ہے اور پھر جس کی مہلت پوری ہو چکی ہوتی ہے' اس کو وہیں موت آ جاتی ہے۔

اور پھر خود بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم حتیٰ کہ لقمان' افلاطون' بقراط' سقراط' جالینوس' اور بوعلی سینا جیسے علم طب کے موجد بھی اپنے اپنے وقت پر چپ چاپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کسی نے دم نہیں مارا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

موت نے کر دیا لاچار' وگرنہ انساں   ہے وہ خودسر کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

☆ ہدایت اور گمراہی من جانب اللہ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَىٰهُمْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِى﴾ [البقرة: ٢٧٢]

''لوگوں کو ہدایت دینا' تمہارے ذمہ نہیں ہے' ہدایت تو اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے' بخشتا ہے۔'' (البقرہ:272)

اور ہدایت کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کو ارشاد ہوا:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِى مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِى مَن يَشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ﴾ [القصص: ٥٦]

''(اے نبی) تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے' ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔'' (القصص:56)

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہادی ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الشوریٰ میں فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِيٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ [الشوری: ٥٢]

''اور بیشک آپ سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔'' (الشوریٰ:52)

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ہر کسی کو سیدھی راہ پر گامزن کر کے ہی چھوڑتے ہیں بلکہ آپ کے ذمہ ہدایت کا راستہ بتلانا ہے۔ ہدایت کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اگر انبیاء کے اختیار میں ہدایت دینا ہوتا تو سب سے پہلے:

☆ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو ہدایت دیتے۔
☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو ہدایت دیتے اور
☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حقیقی چچا ابو طالب کو ہدایت بخشتے۔

☆ ہر قسم کی مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:

اسباب کے تحت اگر کوئی مدد پہنچے تو وہ بھی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا:

﴿وَءَاتَيْنَا عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَيَّدْنَٰهُ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِ﴾ [البقرة: ٢٥٣]

''ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو ظاہر معجزے عطا فرمائے اور ہم نے روح القدس کے ساتھ اس کی مدد کی۔'' (البقرۃ:253)

اللہ تعالیٰ کی ایسی بے شمار صفات ہیں۔ ان صفات کا زبانی طور پر نہ تو پہلے انکار کیا جاتا تھا اور نہ آج انکار کیا جاتا ہے لیکن عملی طور پر پہلے بھی انکار کیا جاتا رہا اور آج اسلام کا دعویٰ کرنے والے خود اس قدر واضح آیات کی تلاوت کرنے کے بعد عملی انحراف کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

مشرکین مکہ اور عرب کفار کا عقیدہ

مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا کہ ایک اللہ ہے' جو خالق و مالک ہے۔ آسمان سے پانی برساتا ہے۔ وہ علیم وخبیر ہے' وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے' وہ روزی رزق کا بندوبست کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح کی بہت سی صفات کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُن کے اس عقیدے کا کئی بار تذکرہ کیا اور ان کی اصلاح کی خاطر سوال وجواب کی صورت میں مکالمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴾ [الزخرف: ۹]

''اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے اس زبردست علم والے نے ہی اُن کو پیدا کیا ہے۔'' (الزخرف: 9)

دوسرا سوال خود ان کے بارے میں تھا:

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴾ [الزخرف: ۸۷]

''اور اگر ان سے پوچھو کہ خود انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ پھر کہاں سے یہ دھوکا کھا رہے ہیں؟'' (الزخرف: 87)

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴾ [العنکبوت: ٦٣]

''اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو جلا اٹھایا؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔ کہو الحمد للہ (سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں) مگر اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔'' (العنکبوت: 63)

وہ اللہ تعالیٰ کو رزاق' سمیع وبصیر' زندگی اور موت دینے والا اور نظامِ عالم کی تدبیر کرنے والا

تسلیم کرتے تھے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴾ [يونس: ٣١]

''ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور کون بے جان سے زندہ کو نکالتا ہے؟ کون اس نظامِ عالم کی تدبیر کررہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ کہو پھر کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ہو؟'' (یونس:31)

وہ اللہ تعالیٰ کو بر و بحر پر قادرِ مطلق تسلیم کرتے تھے:

﴿ قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ تَدْعُونَهُۥ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَىٰنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴾ [الأنعام: ٦٣، ٦٤]

''(اے محمد ﷺ) آپ کہیئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کے ظلمات سے نجات دیتا ہے۔تم اسے پکارتے ہو عاجزی اور چپکے چپکے کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (الانعام:63'64)

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴾ [العنكبوت: ٦٥]

''جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں' اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔'' (العنکبوت:65)

ان آیات سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ مشرکین مکہ ذات باری تعالیٰ کے منکر نہیں تھے۔ وہ

توحید ربوبیت کے قائل تھے، بلکہ اسے خالق کائنات اور اپنا پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا جانتے تھے اور مصیبت کے وقت خالص اسی کو پکارتے تھے کسی لات، منات یا ہبل کی دہائی نہیں دیتے تھے اور نہ ہی خضر علیہ السلام سے مدد طلب کرتے تھے بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ ہم ان بتوں کی اس لئے پرستش کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچا دیں۔ قرآن کریم نے ان کا عقیدہ بیان کیا:

﴿ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ ﴾
[الزمر: ۳]

''خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔'' (الزمر:3)

جب یہ واضح ہوگیا کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ ہی کو خالق، رازق اور مدبر کائنات مانتے تھے تو پھر وہ دوسروں کی عبادت کیوں کرتے تھے؟ اس کا جواب وہ یہ دیتے تھے کہ شاید ان کے ذریعے ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے یا اللہ کے ہاں یہ ہماری سفارش کر دیں۔

موجودہ دور میں اسی فعل کے مرتکب یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ شرک کر رہے ہیں یا وہ حق پر نہیں ہیں۔ بالعموم دنیا بھر کے مشرکین یہی کہتے ہیں کہ ہم دوسری ہستیوں کی عبادت انہیں خالق سمجھتے ہوئے نہیں کرتے، خالق تو ہم اللہ ہی کو مانتے ہیں اور اصل معبود اسی کو سمجھتے ہیں لیکن اس کی بارگاہ بہت بلند ہے۔ جس تک ہم جیسے گنہگاروں کی رسائی بھلا کیسے ہوسکتی ہے؟ اس لئے ہم ان بزرگ ہستیوں کو ذریعہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دعائیں اور التجائیں اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیں اور مشرکین مکہ کا بھی کچھ اسی طرح کا عقیدہ تھا۔

☆☆☆☆☆

الٰہ کسے کہتے ہیں؟

دنیا میں جس قدر الہامی اور غیر الہامی مذاہب ہیں' ان سب میں الٰہ کا تصور کسی نہ کسی رنگ میں پایا جاتا رہا ہے اور آج بھی تقریباً تمام مذاہب کسی نہ کسی رنگ میں الٰہ کا تصور رکھتے ہیں لیکن ایک حقیقی الٰہ کا سب سے اکمل عقیدہ اسلام میں ہے جس کی بنیاد قرآن وسنت ہے جس میں کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر دین اسلام سے ایک حقیقی الٰہ کا عقیدہ نکال دیا جائے تو اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح تصوراتی اور خیالاتی مذہب بن کر رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء یہ ہے کہ انسان جان لے اور اس کے دل ودماغ میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ الٰہ کسے کہتے ہیں! صرف ایک الٰہ کو تسلیم کرنے اور عقیدہ رکھنے کا مفہوم کیا ہے؟ ذیل میں قرآن کریم کی چند آیات بیان کی جاتی ہیں جن میں ایک سچے الٰہ کی صفات کارفرما نظر آتی ہیں' جنہیں انسان کبھی جھٹلا نہیں سکتا۔ یہ جھنجوڑ دینے والا انداز انسانی کج فہمی کے لئے کافی ہے۔

☆ وہ بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے:

﴿ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴾ [البقرة: ١٦٣]

''تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے' اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (البقرۃ:163)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سچے الٰہ کی صفات یہ ہیں کہ وہ بہت مہربان' نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اب رحم تو وہ کرے گا' جو حالات سے واقف ہوگا۔ جو خود اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا' وہ کسی پر کیا رحم کرے گا! اسی طرح مہربانی وہ کرے گا' جو اس کی طاقت رکھتا ہو اور جو خود محتاج ہو' وہ دوسروں پر کیسے مہربان ہوسکتا ہے۔ یاد رہے کہ رحم کی صفت سے مراد کمال رحم ہے۔ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو رحیم کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ انسانوں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے لیکن اللہ کی صفات رحمٰن اور رحیم کا انسانوں کی صفت رحم سے کوئی نسبت نہیں۔

☆ آسمانوں سے پانی کون نازل کرتا ہے؟

﴿أَمَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَنۢبَتْنَا بِهِۦ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنۢبِتُوا۟ شَجَرَهَآ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ﴾ [النمل: ٦٠]

''بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی بہایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اُگائے جس کے درختوں کا اُگانا تمہارے بس میں نہ تھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟'' (النمل:60)

☆ زمین وآسمان کو تھامنے والا کون ہے؟

﴿أَمَّن جَعَلَ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنْهَٰرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِىَ وَجَعَلَ بَيْنَ ٱلْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ﴾ [النمل: ٦١]

''یا وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کئے اور اس میں (پہاڑوں) کی میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟'' (النمل:61)

☆ بے قرار کی دعا کون سنتا ہے؟

﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ﴾ [النمل: ٦٢]

''کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی (یہ کام کرنے والا) ہے۔'' (النمل:62)

☆ آسمانوں سے پانی کون نازل کرتا ہے؟

﴿ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴾ [النمل : ٦٠]

''بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی بہایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اُگائے جس کے درختوں کا اُگانا تمہارے بس میں نہ تھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟'' (النمل:60)

☆ زمین وآسمان کو تھامنے والا کون ہے؟

﴿ أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ ﴾ [النمل : ٦١]

''یا وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کئے اور اس میں (پہاڑوں) کی میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟'' (النمل:61)

☆ بے قرار کی دعا کون سنتا ہے؟

﴿ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ ﴾ [النمل : ٦٢]

''کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی (یہ کام کرنے والا) ہے۔'' (النمل:62)

☆ ہواؤں کو خوشخبری کا ذریعہ بنا کر کون بھیجتا ہے؟

﴿ أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ﴾ [النمل: ٦٣]

''اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت (بارش) کے آگے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ بھی (یہ کام کرتا) ہے؟'' (النمل:63)

☆ مخلوق کو پیدا کرنے اور رزق دینے والا کون ہے؟

﴿ أَمَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ﴾ [النمل: ٦٤]

''کیا وہ جو مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دے رہا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟'' (النمل:64)

☆ غیب کا علم کون جانتا ہے؟

﴿ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴾ [النمل: ٦٥]

''ان سے کہہ دیجئے! آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا اور وہ (تمہارے معبود تو یہ بھی) نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔'' (النمل:65)

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے درج ذیل سوال کئے ہیں:

1. آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا؟
2. بارش کون برساتا ہے؟
3. کھیتیاں، سبزیاں اور باغات کس نے اُگائے؟

4. زمین کو کس نے جائے قرار بنایا؟ اور اس میں دریا اور چشمے کس نے رواں کیۓ؟

5. پہاڑوں کی میخیں کس نے گاڑیں؟

6. پانی کے ذخیرے میں تلخ اور شیریں، گرم اور سرد کے درمیان پردہ کس نے حائل کیا؟

7. کون ہے جو بے قرار کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور تکلیف رفع کرتا ہے؟

8. تمہیں زمین میں خلافت اور حکومت کون عطا فرماتا ہے؟

9. کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے؟

10. کون اپنی رحمت (بارش سے پہلے ٹھنڈی ہواؤں) کو بارش کی خوشخبری دے کر بھیجتا ہے؟

11. کون ہے جس نے خلق کی ابتدا کی (یعنی تخلیق کائنات کی)؟

12. کون ہے جو ان کو دوبارہ پیدا کرتا ہے (یعنی اس کی نسل چلاتا ہے)؟

13. اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟

ان تمام سوالوں کا ایک ہی جواب تھا کہ ہاں ایک حقیقی الٰہ موجود ہے، جس میں یہ تمام صفات پائی جاتی ہیں اور ان افعال و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ صفات صرف اُسے ہی حاصل ہیں اور اسی کے شایان شان ہیں۔ اور اس ایک سچے الٰہ کی اس طرح کی بے شمار صفات ہیں۔

اس ذات باری تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت روئے زمین پر انسان کو بسایا اور اس کی روزی کا بندوبست اس طرح کیا کہ ہر نسل کو ہر چیز یوں تازہ ملتی ہے جس طرح یہ سب کچھ صرف اس کے لئے ہی بنایا گیا ہے، پہلی نسلیں تو محروم ہی تھیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہر انسان کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھا تھا، ملتا رہا۔ ہاں یہ انسان ہے کہ وہ اپنی نادانی میں اس عظیم رب کائنات کے ساتھ شرک کرتا رہا، الا ماشاءاللہ۔

☆☆☆☆☆

لَا إِلٰه إِلَّا اللّٰهُ کی شرائط

کلمہ طیبہ کی کچھ لازمی شرائط ہیں جن کو پورا کئے بغیر یہ کلمہ فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔ان شرائط کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے حرز جان بنالینا چاہئے۔شرائط یہ ہیں:

1. علم:

کسی چیز کے بارے میں حقیقی ادراک اور اس کا اقرار کرنا' یعنی دل سے جاننے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام علم ہے۔جس نے صرف لفظی طور پر جانا' اس کے معنی نہ جانے اور اس کے تقاضوں سے بے خبر رہا' اس کا علم اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔اس لئے کہ اس نے نہ تو اعتقاد رکھا اور نہ اس پر غور وفکر کیا جس طرح صرف زبان سے کلام کرنا فائدہ نہیں پہنچاتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَىٰكُمْ ﴾ [محمد: ۱۹]

''اللہ تم لوگوں کی آمد ورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کوخوب جانتا ہے۔'' (محمد: 19)

مزید فرمایا:

﴿ إِلَّا مَن شَهِدَ بِٱلْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ [الزخرف: ۸٦]

''ہاں (مستحق شفاعت وہ ہیں) جو حق بات کا اقرار کریں اور انہیں علم بھی ہو۔'' (الزخرف: 86)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو موت آ گئی اور وہ لا الہ الا اللّٰہ کو جانتا اور مانتا بھی ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (رواہ مسلم)

اور اس کے معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور عبادت ہر اس چیز کا نام

ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہو اور جس سے اس کی رضا حاصل ہوتی ہو اور ظاہری اور باطنی اعمال سے اس بات کا اظہار بھی ہوتا ہو۔

2. یقین:

کمال علم کا اعلیٰ درجہ یقین ہے' اس کے مقابل شک اور ریب ہے۔ اگر انسان دلیل کے ساتھ ساتھ دلیل کنندہ بھی رہا ہو' اور اس کے مطابق یقین جازم پر بھی ہو تو اسے ایسا یقین کامل فائدہ پہنچائے گا۔ اس لئے کہ یقین کے بغیر ایمان کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ ٱللَّهَ بِدِينِكُمْ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴾ [الحجرات: ١٦]

''کہہ دیجئے! کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری سے آگاہ کر رہے ہو' اللہ ہر اس چیز سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔'' (الحجرات: 16)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالیٰ' اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' جس بندے کو ان دونوں میں شک نہ ہو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔'' (مسلم)

3. اخلاص:

اخلاص کی ضد شرک ہے۔ یا یوں کہیں کہ ریا کاری اور شرک سے بچنا اخلاص ہے۔ یعنی اعمال کی نیت کی اصلاح کے ساتھ ساتھ شرک کی تمام قسموں سے بچنا اخلاص ہے۔ اس کی دلیل لا الہ الا اللہ ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ۚ ﴾ [الزمر: ٣]

''خبردار دین خالص اللہ کے لئے ہے۔'' (الزمر: 3)

مزید فرمایا:

﴿ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ﴾ [البينة : ٥]

''اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں' اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔'' (البینہ:5)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے روز میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے لا الٰہ الا اللّٰہ خالصاً اور خلوص دل کے ساتھ کہا۔'' (بخاری)

4. حُب:

اللہ تعالیٰ سے محبت سب محبتوں پر غالب ہو' اس شرط کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمۡ كَحُبِّ ٱللَّهِۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِۗ ﴾ [البقرة : ١٦٥]

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسی محبت رکھتے ہیں' جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت زیادہ سخت ہیں۔'' (البقرۃ:165)

یعنی اہل ایمان اپنے رب کے ساتھ محبت میں زیادہ پکے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ اس کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنی خواہشات کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو اللہ سے بغض رکھے' اُس سے بغض رکھتے ہیں اور اللہ کے لئے دوستی اور دشمنی رکھتے ہیں۔ اس کے رسول کی اتباع کرتے ہیں اور اس کے نقش قدم پر چلتے اور ہدایت قبول کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس میں تین خصلتیں پائی جائیں' اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا۔ اگر کسی سے محبت

کرے تو اللہ کی خاطر اور اگر کسی سے بغض رکھے تو اللہ کی خاطر اور کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ہی ناپسند کرے جس قدر آگ میں پھینک دیئے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔'' (متفق علیہ)

5. صدق:

صدق کی ضد جھوٹ ہے اور جھوٹ نفاق کی علامت ہے۔ لا الٰـہ الا اللّٰـہ پڑھنے والا اگر کسی سے بات کرتا ہے تو سچے دل سے بات کرتا ہے اور اس کا دل، زبان کی تصدیق کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴾

[العنکبوت: ٣]

''ان سے پہلے گزرے ہوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں۔'' (العنکبوت: 3)

مزید فرمایا:

﴿ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴾ [الزمر: ٣٣]

''اور جو شخص سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں۔'' (الزمر: 33)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایسا کوئی (شخص) نہیں جس نے سچے دل کے ساتھ اس بات کی گواہی دی ہو کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کردی۔'' (بخاری و مسلم)

6. انقیاد:

اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا، فرض اعمال بجالانا، اس کی رضا کا حصول اور

اس کے منافی چیزوں کو ترک کرنا انقیاد کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنِيبُوٓا۟ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا۟ لَهُۥ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ ٱلْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾

''تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک جاؤ اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔'' (الزمر:54)

نیز فرمایا:

﴿وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى ٱللَّهِ عَٰقِبَةُ ٱلْأُمُورِ﴾ [لقمان: ٢٢]

''اور جو (شخص) اپنے منہ کو اللہ کی طرف متوجہ کر دے اور ہو بھی وہ نیکوکار یقیناً اُس نے مضبوط کڑا تھام لیا، تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے۔'' (لقمان:22)

7. قبول:

قبول، جس کی ضد، رد کرنا ہے۔ یہ اُس کے لئے کہا جاتا ہے جس نے حق پہچان بھی لیا لیکن تعصب اور تکبر کی بنا پر اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾ [الصافات: ٣٥]

''یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے۔'' (الصافات:35)

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کرنے والوں کی باطل تاویلوں کو واضح کر دیا اور اس کا اصل سبب ان کا تکبر ٹھہرایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا ہے، اس ہدایت اور علم کی مثال ان بادلوں جیسی ہے جن میں بہت زیادہ پانی ہو اور جو زمین پر آئے۔ جس کا کچھ حصہ زرخیز زمین پر برسے جس سے ہر طرح کی سبزی گھاس اُگ آئے اور کچھ کھایاں تھیں (یعنی

زمین اچھی نہ تھی مگر کھائیوں میں پانی جمع کر لیا گیا تب اللہ نے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ پس انہوں نے یہ پانی پیا' پلایا اور زراعت کی اور بعض حصہ بنجر سخت شوردار تھا جو نہ تو پانی جمع رکھ سکا اور نہ کوئی چیز اُگا سکا۔ جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے' اس کو پیتے اور اس سے زراعت کرتے اور لوگوں کے لئے اس (بارش) میں دوسرے فائدے ہوں۔''

ان شرائط سے یہ مقصود نہیں کہ صرف لفظی طور پر دو باتوں کی شہادت دے دی جائے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ اس کے معنی سمجھے جائیں اور وہ عمل کیا جائے جس کا یہ دین تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ دو شہادتیں تو صرف اعمال قبول ہونے کی اساس ہیں۔ اس وقت تک عمل درست نہیں ہوگا جب تک اللہ کے ساتھ اخلاص اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہ کی گئی ہو۔ یہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ کا مفہوم اور یہی اُس اکیلے کی عبادت کے حقوق ہیں۔

عبادت کس کی کرنی ہے؟ اور کس طرح کرنی ہے؟ ان سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ کے نمائندے سے پوچھو جو اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں بولتے جب تک اللہ تعالیٰ خود بات نہ بتا دے۔ وہ جس طرح بتائیں' اس پر عمل کیجئے۔ اگر ان شرائط کو چھوڑ دیا جائے گا تو گمراہی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ بے بنیاد عمارت دیرپا نہیں ہو سکتی۔ علم صرف جاننے والے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ علیم و خبیر کے نمائندے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے اب بھی قائل نہیں ہوئے؟

☆☆☆☆☆

((شَهَادَةُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

’’گواہی دینا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔‘‘

باب دوم

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه (صلی اللہ علیہ وسلم)

کلمہ طیبہ کے دوسرے حصے ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه'' کی گواہی دینا اور ایمان لانا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح پہلے حصے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی گواہی دینا اور ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص پہلے حصے پر ایمان لائے لیکن دوسرے حصے پر ایمان نہ لائے تو اس کا ایمان قابل قبول نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ''رسول'' ہیں۔ اس بات پر ایمان لانا' ایمان کی اساس ہے بلکہ راس الاساس ہے۔ آپ کی رسالت پر علم و یقین کے ساتھ ایمان لانا اور اس بات کی شہادت دینا کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں' جن و انس اور عرب و عجم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ آپ اشرف المخلوقات اور آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں۔ نیز آپ کی یہ تمام صفات عمل سے بھی ثابت کرنا ضروری ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات یہ ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کے ذمہ اُمت کے نام اللہ کا پیغام پہنچانا تھا' جب آپ نے وہ کام مکمل کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس واپس بلا لیا۔ جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ ۚ ﴾ [آل عمران: ١٤٤]

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف رسول ہی ہیں' ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں' تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟'' (آل عمران: 144)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرنا سچے دین کو تسلیم کرنا ہے:

﴿ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ وَءَامَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ﴾

[محمد : ۲]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد پر اتاری گئی ہے اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا دین بھی وہی ہے۔'' (محمد :2)

اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر یہ احسان ہے کہ اس نے ان کی ہدایت کے لئے ایک رسول بھیجا:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴾ [آل عمران : ١٦٤]

''بے شک مسلمانوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا' جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے' یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔'' (آل عمران :164)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے والد اور اولاد سے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔'' (مسلم)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی مکمل اطاعت اور مطلق محبت کے ساتھ آپ کے حقوق ادا کرنا۔ اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کی اتباع کرنا' جن باتوں کا آپ نے حکم دیا' وہ کرنا اور جن کاموں سے منع کیا' ان سے رک جانا ہی شہادتین ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ یہ کلمہ دو باتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی اللہ تعالیٰ کا 'رسول' ہونے کی گواہی دینا اور دوسری آپ کے حکم کے مطابق عمل کرنا' کیونکہ رسول اطاعت کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ

رسول اللہ ﷺ کون ہیں:

آپ سیدِ ولدِ آدم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت شعب بنی ہاشم، مکہ مکرمہ میں موسم بہار میں 9 ربیع الاوّل، بمطابق 22 اپریل 571ء واقعہ عام الفیل کے 55 روز بعد بروز پیر صبح صادق کے وقت ہوئی۔ ولادت سے قبل والد کا انتقال ہو چکا تھا، یعنی آپ یتیم پیدا ہوئے۔والدہ ماجدہ کا نام سیدہ آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی:

رسول اللہ ﷺ کے دو صفاتی نام محمد اور احمد ہیں، جب کہ آپ کے متعدد صفاتی اسماء کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔آپ نے اپنے پانچ اسماء کا ذکر فرمایا جن میں سے دو آپ کے ذاتی اسم ہیں۔باقی اسماء آپ کے منصب پر دلالت کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے پانچ نام ہیں۔میں 'محمد' ہوں، میں 'احمد' ہوں، میں 'ماحی' (مٹانے والا) ہوں۔اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا اور میں 'حاشر' (اٹھانے والا) ہوں، قیامت کے روز قبر سے سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا۔میرے بعد سب لوگ اٹھائے جائیں گے، اور میں 'عاقب' (پیچھے آنے والا) ہوں۔میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' (بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ کا بچپن:

رضاعت کی ذمہ داری والدہ ماجدہ کے بعد ابولہب کی لونڈی ثویبہ اور پھر مکمل ذمہ داری حلیمہ سعدیہ نے نبھائی۔آپ چار سال تک حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے۔اسی دوران سینہ مبارک چاک کئے جانے کا واقعہ پیش آیا تو حلیمہ سعدیہ نے مکہ مکرمہ میں آپ کو والدہ آمنہ کے حوالے کر

دیا۔ جب آپ سات سال کی عمر کو پہنچے تو والدہ ماجدہ کا مدینہ اور مکہ کے درمیان ابواء کے مقام پر انتقال ہو گیا' آٹھ سال کی عمر میں دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہو گیا۔ چچا ابو طالب کی کفالت میں آئے تو ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ لہٰذا چھوٹی عمر میں ہی بھیڑ بکریاں پالنے کا شغل اپنانا پڑا۔

حضرت محمد ﷺ کی سیرت بچپن ہی سے درخشاں پہلو لئے ہوئے تھی۔ آپ مشرکین مکہ کے درمیان رہتے ہوئے نہ تو بت پرستی میں شریک ہوئے' نہ شراب پی اور نہ کسی اور لغو کام میں مشغول ہوئے۔ بیت اللہ کی تعمیر کے دوران حجر اسود کا قضیہ احسن انداز میں حل کر کے اپنی عقل و دانشمندی کا ثبوت فراہم کیا۔ قیامِ امن و نگرانی حقوق کی انجمن کا قیام اور حلف الفضول آپ کی معاشرتی فلاحی کاموں میں دلچسپی کے درخشاں باب ہیں۔ اہل مکہ نے آپ کو امین اور صادق کا لقب دیا۔

جوانی اور شادی:

جوان ہوئے تو تجارت کی طرف رغبت بڑھی لیکن سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے مکہ کی مالدار معروف و محترم خاتون خدیجہ کے سرمایہ سے شام کا تجارتی سفر کیا۔ امانت و دیانت اور خلق کے اس عظیم پیکر کو خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے خود نکاح کا پیغام بھیجا' یوں پچیس سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی' جب کہ اس وقت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی عمر چالیس سال تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بطن سے پہلا فرزند قاسم' پھر زینب' پھر رقیہ' پھر اُم کلثوم' پھر عبداللہ اور پھر فاطمہ عطا فرمائے۔

بعثت:

حضرت محمد ﷺ چالیس سال ایک دن کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ پہلی وحی جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے غار حرا میں نازل ہوئی جو مکہ کے قریب واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ○ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ○ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴾ [العلق: ۱-۵]

"(اے نبی ﷺ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون

کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ، تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔'' (العلق: 1۔5)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی شہادت دی:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ﴾ [الأحزاب: ٤٠]

''لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔'' (الاحزاب: 40)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کا ذکر یوں فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ○ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴾ [الأحزاب: ٤٥، ٤٦]

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر۔'' (الاحزاب: 45، 46)

جس قدر منصب بڑا تھا، آزمائش بھی اتنی ہی بڑی آئی۔ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تبلیغ سے اپنے بیگانے ہو گئے۔ خاندان کیا، پورا مکہ دشمن ہو گیا۔ امین اور صادق کہنے والے جادوگر اور دیوانہ کہنے لگے۔ شعب بنی ہاشم میں تین سال کی شدید ترین قید کی صعوبتیں، طائف کے بازاروں میں اوباشوں کی فقرہ بازی اور سنگ باری جیسے دل دہلا دینے والے واقعات سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ ساتھی بھی وہ بنے جو خود اپنی حفاظت کرنے سے قاصر تھے۔ تیرہ سال کی محنت سے جو چند ساتھی میسر آئے، ان کی سلامتی کے لئے انہیں مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دینا پڑا۔ پھر خود بھی اپنے وطن مولود اُم القریٰ کو خیر باد کہہ کر سفر ہجرت باندھا۔ مشرکین نے مدینہ منورہ میں بھی سکھ کا سانس نہ لینے دیا اور دس سالہ مدنی دور میں ستائیس غزوات اور سریے لڑنے پڑے۔ خود اپنی زندگی میں سترہ مرتبہ دشمن کے جان لیوا حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس سال شبانہ روز محنت

اور مشقت کی ایسی مثالیں پیش کی جس کی دنیا کوئی نظیر پیش نہیں کرسکتی۔ ہاں! اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپ کے اسوہ حسنہ کی تعریف اور اپنا بندہ قرار دے کر آپ کی تمام تھکن اتار دی۔

نبوت کے شروع زمانہ میں نازل ہونے والی مختصر سورۃ العصر نے دعوت وتبلیغ اور کامیابی کا ایک کڑا اور صبر آزما قاعدہ کلیہ بیان کردیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اس کلیہ پر عمل کئے بغیر دین ودنیا کی کامیابیوں کا تصور محال ہے۔ اگرچہ کامیابی اور ناکامی کا یہ معیار دنیاوی معیار سے بالکل جدا اور منفرد ہے' ایک دنیادار آدمی اس معیار کو سمجھنے سے قاصر ہے لیکن حق بات وہی تھی جو فرمادی گئی' جس کو تھامے بغیر راہ نجات میسر نہیں آسکتی۔ دین اسلام نے انسان کو آفاق میں گم ہونے کی بجائے آفاق کو ایک مؤمن میں گم ہونے کا فلسفہ دیا۔ اس آفاق میں کتنی ہی قوموں کے عروج وزوال کی داستانوں کے عبرت ناک اور نصیحت آموز تذکرے حق تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے سامنے اس لئے رکھے تاکہ وہ ان سے نصیحت حاصل کرے۔

کامرانیاں اور رفیق الاعلیٰ کی طرف سفر:

دعوت وتبلیغ میں لگاتار محنت اور جدوجہد کے بعد جب فتوحات کا دور شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر کا حج کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے بنی نوع انسان کو ایک اللہ وحدہ لاشریک کا وہ سبق یاد دلایا جو اُس نے اپنی جہالت سے گم اور تعصب سے ٹھکرا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ جامع خطبہ قیامت تک کے لئے ایک منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی دعوت' توحید اور اخلاق حسنہ پر مشتمل تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اتمام مکارم اخلاق کی دعوت لے کر آیا ہوں۔''

مؤمن کے لئے یہ دنیا قید خانہ اور کافروں کے لئے جنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو تو جنت الفردوس میں ہی سکھ کا سانس آنا تھا' چنانچہ سفر آخرت کی تیاری شروع ہوگئی اور عین اس وقت جب کامیابیوں کا سورج طلوع ہو چکا تھا' آپ ﷺ نے رفیق الاعلیٰ کے ہاں اپنے مقام کو پسند فرمالیا۔

☆☆☆☆☆

اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم

اطاعتِ رسول ﷺ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے ہر حکم کو مکمل طور پر اور غیر مشروط تسلیم کیا جائے۔ آپ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے۔ آپ نے اپنی اُمت کے سامنے اسلامی تعلیمات کا جو عملی نمونہ پیش کیا، اللہ تعالیٰ نے اسی کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا اطاعتِ رسول فرض ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ﴾ [الحشر: ٧]

''اور جو چیز رسول (ﷺ) تمہیں پیش کر دیں، وہ لے لو، اور جس چیز سے تمہیں روک دیں، اس سے رک جاؤ۔'' (الحشر: 7)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اہل ایمان سے فرما دیں:

﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَخْشَ ٱللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ﴾ [النور: ٥٢]

''جو بھی اللہ تعالیٰ کی، اُس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔'' (النور: 52)

گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کی لازمی شرط یہ ہے کہ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ اطاعت ہی کے زمرے میں اپنے تمام اختلافی معاملات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا حکم دیا گیا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ ﴾ [النساء: ٥٩]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو

جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔'' (النساء:59)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا:

﴿ مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ﴾ [النساء : ٨٠]

''جس نے رسول کی اطاعت کی پس بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' (النساء:80)

اور اپنے رسول ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ﴾ [النجم : ٣، ٤]

''اور وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے۔ یہ تو ایک وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔'' (النجم:3'4)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری ساری اُمت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! انکار کس نے کیا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی' گویا اس نے انکار کیا۔'' (بخاری)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے اسے عین حق قرار دیا۔ اس لئے ہمارے لئے اب کوئی راستہ نہیں کہ ہم رسول کی اطاعت کو پس پشت ڈال کر کسی اور کی اطاعت کا تصور بھی کریں۔ اطاعت کا مفہوم یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کام خود کیا ہے یا کرنے کا حکم فرمایا' اس کو بعینہ کیا جائے۔ اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہ کی جائے اور نہ ہی تاویلوں کا سہارا لیتے ہوئے مفہوم بدلنے کی کوشش کی جائے۔ نیکی کا کوئی کام ایسا نہیں جس کی تعلیمات رسول اللہ ﷺ نے نہ دی ہوں اور خود کر کے نہ دکھایا ہو۔

☆☆☆☆☆

اتباع رسول ﷺ کا حکم

حضرت محمد ﷺ کے ہر عمل میں ان کی پیروی کرنے کا نام اتباعِ رسول ہے۔ اطاعت اور اتباع میں فرق یہ ہے کہ حکم صادر ہونے کے بعد اس پر خندہ پیشانی سے عمل کرنے کو اطاعت کہا جاتا ہے اور اتباع، حکم کے بغیر بتقاضائے محبت آپ کے نقش قدم پر چلنے کا نام ہے۔ لہٰذا اتباع کا درجہ اطاعت سے کہیں بلند ہے، جبکہ تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو تقلید نہیں کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا حکم دیا اور آپ ہی کی زبان مبارک سے پوری اُمت کو اس کا فائدہ بھی بتا دیا:

﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ﴾

[آل عمران : ۳۱]

''(اے نبی ﷺ) لوگوں سے کہہ دیں اگر تم حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو۔ خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔'' (آل عمران: 31)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مجمل اصول نازل فرمائے جنہیں مکمل طور پر سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑا اور آپ کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اتباع کو اپنی محبت کے لئے معیار اور کسوٹی قرار دیا ہے۔ کسی شخص کا اتباعِ رسول کے بغیر ایمان ہی قابل قبول نہیں، اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ ﴾ [النساء : ٦٥]

''اے رسول ! تمہارے رب کی قسم ! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا (حکم) نہ مان لیں، پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں اس

پر اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں۔'' (النساء:65)

رسول ﷺ کی اطاعت سے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے اور اللہ کی رضا کا بلند ترین مقام ایک حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

''اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے' میں اس کو یہ خبر دے رہا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے' ان میں سے کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو حال یہ ہوتا ہے کہ میں اس کا کان ہوتا ہوں' جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ چاہتا ہے تو اس کو محفوظ رکھتا ہوں اور مجھے کسی کام میں' جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا' جتنا اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو (بوجہ جسمانی تکلیف) برا سمجھتا ہے اور مجھے کبھی اسے تکلیف دینا پسند نہیں۔'' (بخاری)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) وہ اللہ بن جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا تابع احکام الٰہی ہو جاتا ہے کہ اس کا کوئی فعل شریعت و احکام الٰہی کے خلاف نہیں ہوتا۔ اس کے کان' اس کی آنکھیں اس کے ہاتھ سب رضائے الٰہی کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اس کا کوئی قدم رضائے الٰہی کے خلاف نہیں اٹھتا۔ شیطانی تسلط اس سے دفع ہو جاتا ہے اور اس کے سب اعضاء اور ساری قوتیں از خود اللہ کی مرضی کے مطابق کام کرنے لگ جاتی ہیں اور یہی اتباع و اطاعتِ رسول ﷺ کا مدعا اور تقاضا ہے۔

☆☆☆☆☆

رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع میں وہ ساری باتیں آ جاتی ہیں جو ادب واحترام کے زمرے میں آتی ہیں۔تاہم اس سلسلے میں قرآن کریم کی دو آیات ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرْفَعُوٓاْ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُواْ لَهُۥ بِٱلْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَٰلُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴾

[الحجرات: ١، ٢]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو' اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی (ﷺ) کے ساتھ اونچی آواز سے بات نہ کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے (بات) کرتے ہو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے' اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔'' (الحجرات: 1'2)

ان دو آیات میں تین باتوں سے منع کیا گیا ہے:

1. اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو' یعنی اُن سے آگے بڑھ کر نہ چلو' پیچھے چلو' مقدم نہ بنو' تابع بن کر رہو' اللہ اور اس کے رسول سے بے نیاز ہو کر خود مختاری کی روش اختیار نہ کرو اور نیکی اور بھلائی کے کاموں میں رسول کریم سے زیادہ بزعم خود نیک بننے کی کوشش نہ کرو۔

2. اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔یعنی آپ کا فرمان سن لینے کے بعد اس کی تاویلیں کر کے اصل حکم سے فرار کی روش اختیار نہ کرو۔

3. رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکالمہ کرتے وقت آواز کو پست رکھو اور ایسا رویہ اختیار نہ کرو جیسا

تم ایک دوسرے کے ساتھ برابری کی سطح پر کرتے ہو۔

اگرچہ یہ آداب نبی ﷺ کی مجلس کے لئے سکھائے گئے تھے اور اس کے مخاطب وہ لوگ تھے جو آپ کے زمانے میں موجود تھے، مگر بعد کے لوگوں کو بھی ایسے تمام مواقع پر یہی آداب ملحوظ خاطر رکھنے چاہئیں۔ دین کے معاملے میں اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہ کریں، نہ اپنی رائے کو ترجیح دیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہو رہا ہو، یا آپ کی کوئی حدیث سنائی جا رہی ہو یا آپ کے کسی فرمان کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہو یا آپ نے کسی کام سے منع کیا ہو یا حکم دیا ہو تو اگر کوئی شخص یا جماعت ان کو نظر انداز کرتے ہوئے، ان تعلیمات سے انحراف کرے یا کسی اور کے قول و عمل اور نظریے کا حوالہ دے تو وہ شخص یا جماعت انہی ظالموں میں سے ہوگی جن کے اعمال غارت ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی شخص بجائے خود کتنا ہی قابل احترام ہو، بہر حال یہ حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کی بات کو بغیر کسی دلیل کے تسلیم کر لیا جائے۔ چنانچہ ہر کسی کی بات کو پرکھا جائے گا۔ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کے عین مطابق ہو گی، تو قبول کی جائے گی ورنہ مسترد کر دی جائے گی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھائی جس میں ایک مقام پر بِـنَبِيِّكَ لفظ آیا تھا۔ بعد میں آپ ﷺ نے براء رضی اللہ عنہ سے یہ دعا پڑھوا کر سنی تو انہوں نے بِنَبِيِّكَ کی جگہ بِـرَسُولِكَ پڑھا۔ سرور عالم ﷺ نے فوراً ٹوک دیا اور فرمایا میں نے جو الفاظ تمہیں بتائے ہیں بعینہٖ وہی پڑھو۔ حالانکہ آپ نبی بھی ہیں اور رسول بھی، اور بِـرَسُولِكَ کہنے سے مطلب و مفہوم میں کوئی فرق بھی نہیں پڑتا۔ اس کے باوجود آپ نے براء رضی اللہ عنہ کو بِنَبِيِّكَ کہنے کا پابند فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم شرعی طور پر رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ ایک ایک لفظ کو اس کی اصل حالت میں برقرار رکھنے اور آگے نقل کرنے کے پابند ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے

ادب واحترام کا تقاضا یہی ہے کہ ہم وہی الفاظ استعمال کریں جو آپ نے استعمال کئے ہوں۔

صلوٰۃ وسلام کا حکم: اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا﴾ [الأحزاب: ٥٦]

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔'' (احزاب:56)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ پر بے حد مہربان ہے۔ آپ کی تعریف فرماتا ہے۔ آپ کے کام میں برکت عطا فرماتا ہے اور آپ کے نام اور درجات کو بلند کرتا ہے اور آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرماتا ہے۔ فرشتوں کی طرف سے آپ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ سے غائیت درجے کی محبت رکھتے ہیں اور آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے، آپ کے دین کو سربلند کرے، آپ کی شریعت کو فروغ بخشے۔ آپ کے متبعین اہل ایمان کو مغفرت اور جنت سے نوازے اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر پہنچائے۔ ایمان والوں کو بھی یہی حکم دیا جارہا ہے کہ وہ بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں۔ اس حکم کے معانی یہ ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان کے ساتھ درود وسلام بھیج کر فرشتوں کی ہمنوائی اختیار کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْراً))

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ)) (النسائی)

☆☆☆☆☆

وفات النبی ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴾ [الزمر : ۳۰]

''یقیناً خود آپ کو بھی موت کا مزہ چکھنا ہے اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔'' (الزمر:30)

کلمہ طیبہ کے پہلے حصے 'لا الٰہ الا اللّٰہ' سے عیاں ہے کہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' وہ ہمیشہ سے ایک ہے اور ہمیشہ ایک ہی رہے گا' نہ اُس پر زوال ہے' نہ فنا۔ وہ نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ اور نہ غائب۔ وہ ہر کمزوری اور عیب سے پاک ہے اور ہر خوبی اور کمال سے متصف ہے۔ وہ ہمیشہ سے لاشریک ہے اور ہمیشہ لاشریک رہے گا۔ جب کہ کلمہ طیبہ کے دوسرے حصے 'محمد رسول اللہ' سے عیاں ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ آپ کے ذمے اُمت کے نام اللہ کا پیغام پہنچانا تھا' جب وہ پیغام پہنچا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو واپس بلا لیا۔ اللہ کو نہ تو کسی نے بنایا' نہ بھیجا اور نہ اُسے فنا ہونا ہے' جب کہ رسول اللہ کو دنیا میں بھیجا گیا اور جب چاہا' واپس بلا لیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام رسانی کا فریضہ پوری جانفشانی کے ساتھ نہ صرف انجام دیا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ آپ نے اپنے بعد اس پیغام کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا کام اُمت کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین' تبع تابعین' ائمہ کرام' محدثین اور عالم دین اس فریضہ کو انجام دیتے رہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا اس دنیا سے اُٹھ جانا' صاف ظاہر کر رہا ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ اور محمد رسول اللّٰہ کی صفات الگ الگ ہیں۔ پہلا خالق ہے' دوسرا مخلوق لیکن اطاعت دونوں کی ہو گی جو حقیقی معنوں میں ایک اللہ وحدہ لاشریک ہی کی اطاعت ہے۔

☆☆☆☆☆

معاشرے پر کلمہ طیبہ کے اثرات

جب کلمہ طیبہ کا اقرار خلوص نیت اور صدق دل سے کیا جائے' نیز ظاہر اور باطن کے لحاظ سے اس کے تقاضوں پر عمل بھی کیا جائے تو جہاں انسان کی انفرادی زندگی پر نہایت عمدہ اور قابل ستائش اثرات مرتب ہوتے ہیں وہاں معاشرے پر بھی گوناگوں خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انہی اثرات کے حوالے سے چند ایک نقاط بیان کئے جاتے ہیں۔

1. اتحادِ ملت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ ﴾ [آل عمران: ۱۰۳]

''اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔'' (آل عمران: 103)

نیز فرمایا:

﴿ هُوَ ٱلَّذِيٓ أَيَّدَكَ بِنَصۡرِهِۦ وَبِٱلۡمُؤۡمِنِينَ ۝ وَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِهِمۡۚ ﴾ [الأنفال: ٦٢، ٦٣]

''وہی اللہ ہے جس نے اپنی نصرت اور مؤمنین کی مدد سے آپ کو تقویت بخشی اور اسی نے مؤمنین کے دلوں میں باہمی الفت پیدا کردی۔'' (الانفال: 62' 63)

کلمہ طیبہ ایک ایسی نعمت ہے جس نے صدیوں سے باہم دست وگریبان قبائل کو یکجا کردیا۔ یہ ایک ایسی طاقت ہے جو تمام اُمت کو ایک پلیٹ فارم پر لے آتی ہے۔ اسلام سے قبل عربوں کے معاشرتی حالات اور اسلام لانے کے بعد کے حالات کا موازنہ کیا جائے تو عقیدہ توحید کی قوت کا اندازہ از خود ہو جاتا ہے۔ اسلام سے قبل جو لوگ عوام کی عزت و ناموس پر ڈاکہ ڈالنے اور قتل و غارت گری پر فخر محسوس کرتے تھے' وہی اخوت ومحبت کے دائمی رشتے استوار کرنے لگے۔

اس کے مقابلے میں شرک و بدعات اور عقائد کے اختلاف سے افتراقِ ملت' باہمی لڑائی جھگڑے رونما ہوتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمْ وَكَانُواْ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ﴾ [الأنعام: ١٥٩]

''جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے' آپ کا ان سے کچھ تعلق نہیں ہے۔'' (الانعام:159)

یہ بات ہر اس قوم اور جماعت پر صادق آتی ہے جو دین کے معاملے میں مجتمع تھی لیکن پھر ان کے بعض افراد نے اپنے کسی بڑے کی رائے کو ہی مستند تسلیم کر لیا۔جن لوگوں نے کلمہ طیبہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین یا دوسرے طریقے کو اختیار کر لیا' ان کے ہاں کس طرح جوتیوں میں دال بٹتی ہے' یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ فَتَقَطَّعُوٓاْ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴾ [المؤمنون: ٥٣]

''پس ان لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور تفرقہ پیدا کیا' اب ہر گروہ اسی میں مگن ہے (اور فخر کرتا ہے) جو کچھ اس کے پاس ہے۔'' (المؤمنون:53)

2. امن وسلامتی سے مزین معاشرہ:

توحید کی بدولت اسلامی معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جاتا ہے۔عقیدہ توحید حلال وحرام کی ایسی تمیز سے آشنا کرتا ہے جس میں انسان ان تمام امور سے اجتناب کرتا ہے جو امن و امان کے لئے سم قاتل ہوتے ہیں۔اہل ایمان ایک دوسرے کی عزت وعفت کے محافظ بن جاتے ہیں۔بھائی چارے کی ایسی فضا قائم ہوتی ہے جس کی مثال کوئی دوسرا معاشرہ پیش نہیں کر سکتا۔قرآن کریم نے اس کی طرف یوں اشارہ کیا:

﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ [الحجرات: ١٠]

''مؤمنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے۔'' (الحجرات:10)

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی تعریف اس انداز میں کی:

﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ [الفتح: ٢٩]

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے صحابہ کرام کفار کے مقابلے میں سخت (چٹان کی مانند) ہیں مگر آپس میں بڑے مہربان، نرم دل ہیں۔'' (الفتح: 29)

3. کلمہ طیبہ کی بدولت دشمن دوست بن جاتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اہل توحید پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِۦٓ إِخْوَٰنًا ﴾ [آل عمران: ١٠٣]

''تم اللہ تعالیٰ کا احسان نہ بھولو جو اس نے تم پر کیا ہے کہ پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں کو ملا دیا اور اب اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے ہو۔'' (آل عمران: 103)

4. کلمہ توحید کی بدولت اقتدار نصیب ہوتا ہے:

کلمہ توحید روئے زمین پر حکومت الٰہیہ کے قیام، دین اسلام کو افکار خبیثہ اور غیر اسلامی نظریات کے سامنے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ پھیلانے کا سبب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنكُمْ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِى ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِى لَا يُشْرِكُونَ ﴾ [النور: ٥٥]

''اے لوگو! تم میں سے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں ملک میں اقتدار دے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو اقتدار دیا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور ان کے لئے اس دین کو مضبوط کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے

ان کے حق میں پسند فرمایا ہے' ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ وہ صرف میری ہی عبادت کریں گے' میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' (النور:55)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے حصول کو اس اصول پر موقوف کر دیا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرایا جائے' اور ایک اللہ کی عبادت کا طریقہ رسول اللہ ﷺ سے سیکھنا ہے یہی کلمہ طیبہ کا مفہوم اور تقاضا بھی ہے۔

5. اطمینانِ قلب:

کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے والے کو اطمینان قلب اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے ایک رب کی عبادت کو فرض قرار دیا ہوتا ہے جو اس کے دل کے ارادوں سے باخبر ہے۔ ایک بندہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اس کی اطاعت کرتا ہے۔ معصیت کے کاموں سے دور رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشَٰكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ﴾ [الزمر:٢٩]

''اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے جس کے کئی آقا ہیں جو آپس میں کشمکش رکھتے ہیں اور دوسری طرف ایک غلام ہے جو پورے کا پورا ایک ہی مالک کا ہے۔ کیا ان دونوں غلاموں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟'' (الزمر:29)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ رب العزت نے (مذکورہ بالا آیت میں) مشرک اور موحد انسان کی مثال بیان فرمائی ہے کہ مشرک انسان اس غلام کی مانند ہے جو ایسے چند لوگوں کی ملکیت میں ہے جو جھگڑالو' اختلاف کرنے والے اور بداخلاق ہیں۔ چنانچہ مشرک انسان جب بہت سے مختلف الٰہوں کی عبادت کرتا ہے تو اسے اس غلام کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے جو بہت سے آقاؤں کی ملکیت میں ہے' وہ سب چاہتے ہیں کہ غلام ان کی خدمت کرے لیکن

غلام کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ ان سب کو خوش کر سکے۔ اس کے برعکس موحد شخص جب ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اس کی مثال اس غلام کی طرح ہے جو ایک شخص کی ملکیت ہے۔ اس کی سپرداری میں ہے وہ اپنے آقا کے مقاصد اور اسے خوش رکھنے کے ذرائع سے واقف ہے تو اس لحاظ سے وہ غلام پرسکون ہے۔ وہ متعدد لوگوں کے مقاصد کی تکمیل میں الجھا ہوا نہیں ہے' وہ کسی اختلاف کا شکار نہیں۔ اس لئے کہ اس کا مالک ایک ہے اور پھر یہ کہ مالک اس پر شفقت کرتا ہے' مروت کے ساتھ پیش بھی آتا ہے اور اسے اپنے ضروری کاموں میں نہایت عمدہ اخلاق کے ساتھ لگائے رکھتا ہے۔ فیصلہ کیجئے کہ کیا یہ دونوں غلام مساوی ہیں؟'' (اعلام الموقعین 1:197)

6. رفعتوں کا سبب:

کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں بلندیاں اور رفعتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ حُنَفَآءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِۦ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ ٱلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِى بِهِ ٱلرِّيحُ فِى مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾ [الحج: ٣١]

''اللہ تعالیٰ کی توحید کا عقیدہ رکھو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور جو کوئی اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے تو اس کی مثال اس طرح سے ہے جیسے وہ آسمان سے گر پڑے پھر اسے پرندے اچک لیں یا تیز ہوا اسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے۔'' (الحج: 31)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ ایمان اور توحید کو علو مرتبت' وسعت اور شرف کی بناء پر آسمان سے تشبیہ دیتے ہیں' جس کی طرف ایمان اور توحید کو چڑھنا اور اترنا ہوتا ہے۔ آسمان سے زمین کی جانب اس کا نزول ہوتا ہے اور زمین سے آسمان کی جانب اس کا چڑھنا ہوتا ہے اور جو شخص ایمان اور توحید کی دولت سے محروم ہے اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو آسمان کی بلندی سے گر کر اسفل السافلین کے حوالے ہوتا ہے۔ جہاں اسے انتہائی تکلیف اور درد والم کا سامنا ہوتا ہے'

جو تسلسل کے ساتھ اس کا احاطہ کئے رہتے ہیں۔ نیز ایمان اور توحید کی دولت سے محروم شخص کی مثال ان پرندوں جیسی ہے جن کے اعضاء (بلندی پر) ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں کوئی کہیں گرتا ہے اور کوئی کہیں۔ ان کا گرنا ان شیاطین کا مرہون منت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔ وہ ایمان کی دولت سے محروم لوگوں کو فضا میں شدت کے ساتھ الٹ پلٹ کرتے ہوئے ہلاکت آفرینیوں کے سپرد کر دیتے ہیں نیز ایمان اور توحید سے محروم شخص کی مثال اس آندھی کی طرح ہے جو اسے دور دراز جگہ میں پھینک دیتی ہے۔ حقیقت میں اس کی خواہش نفس ہی اسے اسفل السافلین میں پہنچانے اور بلندیوں سے دور کرنے کا سبب ہے۔

7. جان و مال کے تحفظ کی ضمانت:

کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے والے کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو جاتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((أُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّی دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا.))

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں جب تک کہ وہ کلمہ توحید کا اقرار نہ کریں۔ اور جب انہوں نے کلمہ توحید کا اقرار کر لیا تو میری طرف سے ان کی جانیں اور ان کے اموال محفوظ ہو گئے۔'' (بخاری)

یعنی جان و مال کی حفاظت کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی گواہی دی جائے اور اس پر ایمان بھی رکھا جائے۔ الا بحقھا کی شرح میں احادیث اور کتبِ فقہ میں طویل بحث موجود ہے مگر حق کے ساتھ قتل کی تین صورتیں مشہور ہیں جو ایک حدیث میں واضح طور پر مذکور ہیں۔ 1. عمداً قتل کرنے والا۔ 2. مرتد ہونے والا۔ 3. شادی شدہ زانی۔

☆☆☆☆☆

خلاصہ کلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس دنیا میں بھیجا' تو اس کی رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل بھی مبعوث فرمائے۔ تمام انبیاء کی تعلیمات کا کلمہ اوّل لا الٰہ الا اللّٰہ ہی رہا۔ آخر میں محمد ﷺ کو قیامت تک کے لئے خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا تو کلمہ طیبہ ((لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ)) کو اسلام میں داخل ہونے کی کنجی بنا دیا گیا۔ جو شخص اس کلمہ کو صدق دل سے پڑھتا اور اپنے اعضاء و جوارح سے اس پر عمل بھی کرتا ہے' اس کے جان و مال کی ضمانت دے دی جاتی ہے اور اس کے اعمال کا حساب اللہ کے ذمے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ گویا اس کلمہ کو پڑھنے والا دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے' اس کا اسلام قبول کر لیا جاتا ہے۔

محض تشریح و توضیح کے لئے کلمہ طیبہ کا دو حصوں میں مطالعہ کیا گیا ورنہ کلمہ تو ایک ہی ہے جس کا اقرار کئے بغیر دائرہ اسلام میں داخلہ ممکن نہیں۔ اسے پڑھنے والے ایک بہترین اُمت کے افراد ہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے دین کا نام دینِ اسلام رکھا اور اس نام کو پسند فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًاۚ ﴾ [المائدة: ٣]

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔'' (المائدہ:3)

اس دین کو نہ ماننے والوں کے کفر میں تو کوئی شک نہیں' اس دین میں کمی بیشی کرنے والوں یا اس میں کسی اور ازم کو شامل کرنے والوں کو بھی سراسر خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا کلمہ شہادت کو شعور کے ساتھ پڑھیں' سمجھیں اور اس پر عمل بھی کریں۔

☆☆☆☆☆

آخری بات

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی توفیق سے کتاب مکمل ہو رہی ہے۔ کتاب میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ اللہ کی توفیق سے اور اگر کوئی کمی ہے تو وہ میری کم علمی سے۔ میری پوری کوشش رہی ہے کہ کلمہ طیبہ کے معانی و مفہوم اس طرح بیان ہوں کہ عام قاری بھی انہیں اچھی طرح سمجھ لے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شان اس طرح بیان ہو کہ خالق و مخلوق کا فرق واضح ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنے کے لئے تو سات سمندروں کا پانی روشنائی بن جائے اور تمام مخلوق اس کی حمد و ثناء لکھنے لگ جائے اور یہ عمل بار بار ہو تو بھی اس کی شان بیان نہ ہو پائے، چہ جائے کہ یہ چند اوراق۔ رسول اللہ ﷺ کی شان کا بھی یہی عالم ہے۔ چودہ سو سال سے آپ کی سیرت پر کتب لکھی جا رہی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی لیکن پھر بھی آپ کی سیرت اور شان بیان کرنے سے کوئی نہ کوئی پہلو تشنہ رہ جاتا ہے۔

میری کوشش کا محور یہ رہا ہے کہ قاری کلمہ طیبہ کو شعور کے ساتھ سمجھ جائے۔ اہل مکہ نے اس کلمہ کی حقیقت کو جان لیا تھا، اس لئے انہوں نے اسے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ہم اس کلمہ کو پڑھتے تو رہتے ہیں لیکن کبھی سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ ہم نے پڑھا کیا ہے! اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اُمید ہے کہ آپ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد شعور کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھنے کو اپنا شعار بنائیں گے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اگر کسی ایک شخص نے بھی کلمہ طیبہ کو شعور کے ساتھ جان لیا تو میں سمجھوں گا کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ کوشش کریں کہ وہ شخص آپ ہی ہوں۔
وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِينَ.

☆☆☆☆☆

کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ ''لا الٰہ الا اللہ'' توحید کے دو اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ پہلا نفی اور دوسرا اثبات میں ہے۔ نفی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق سے الوہیت کی صفات کی نفی کی جائے اور اثبات سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے الوہیت کو ثابت کیا جائے کہ وہی معبود برحق ہے۔ کلمہ کا دوسرا حصہ ''محمد رسول اللہ'' بھی دو اہم باتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی ''اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کی گواہی دینا'' اور دوسری ''رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق عمل کرنا'' کیونکہ رسول اطاعت کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔

قریش مکہ نے کلمہ طیبہ پر غور وفکر کر لیا تھا' اس لئے انہوں نے اس کلمہ کو پڑھنے سے انکار کر دیا تھا کہ یہ کلمہ ان کی سرداریاں ختم کر دے گا۔ ہم ہر روز بیسیوں مرتبہ اس کلمہ کو پڑھتے ہیں لیکن ہماری زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی' اس لئے کہ ہم اس کلمہ پر غور وفکر نہیں کرتے۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے عبادت کس کی کرنی ہے؟ اور کس طرح کرنی ہے؟ کتاب ھذا میں انہی دو باتوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

ممکن ہے یہ مختصر کتاب اس بات کی یاد دہانی کا سبب بن جائے کہ ہم عبادت کس کی کر رہے ہیں اور کس طریقے سے کر رہے ہیں؟ یقین جانئے اگر آپ نے اس نقطہ کو پا لیا تو آپ کی دنیا وآخرت سنور جائے گی۔

مکتبۃ سبل السلام
Maktabah Subulus-Salam
مکتبۃ سبل السلام
شارع القاسمیہ الشارجہ
فون: 06 574 6063 فیکس: 06 574 4243
ISBN: 9960-732-28-2
9 789960 732282